عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۲۷/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/مارچ ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱۱

قیمت ۷ روپے

عقیدۂ ختم نبوت

قادیانی سازش کا راز طشت ازبام ہوگیا

صاحبزادہ طارق محمود

چند حسین یادیں

توبہ اور اس کی ضرورت

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

قطع تعلق نہ کریں:

س:...... میرے شوہر کا اپنے ماموں سے جھگڑا ہوا اور ماموں نے ان پر ہاتھ بھی اٹھایا' اب وہ اپنے ماموں سے ناراض ہیں اور مجھے بھی منع کیا ہے کہ ان سے بات مت کرو' اس کے ساتھ میرے والدین کو بھی منع کیا ہے کہ ان کے ماموں سے قطع تعلق کریں۔ ان کے ماموں میرے والد کے چچازاد بھائی بھی ہیں۔ اب میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے والد بھی تعلق نہ رکھیں اور مجھے سختی سے کہا ہے کہ اگر میرے والدین نے ان کے ساتھ تعلق رکھا تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے یعنی میرا گھر تباہ ہوجائے گا۔ ان حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... آپ کے شوہر کا محض اپنی ذات کے لئے قطع تعلق کرنا درست نہیں ہے' تاہم آپ قطع تعلق کی نیت تو نہ کریں مگر گھر بچانے کے لئے احتیاط کریں اور نیت رکھیں کہ اگر کبھی ملاقات ہوگئی تو ان سے مل لوں گی اور اگر ان کو کسی مدد کی ضرورت ہوگی تو مدد کروں گی۔ اس طرح کرنے سے انشاء اللہ قطع تعلق کے وبال سے بچ جائیں گی۔

طلاق بالمعاوضہ خلع ہے:

س:...... میں اپنے شوہر سے طلاق لے رہی ہوں' عدالت میں خلع کی درخواست نہیں دی' کیونکہ طلاق میں خود مانگ کر لے رہی ہوں' تو کیا اس کو خلع کہا جائے گا؟ اور مجھے خلع کی عدت گزارنی ہوگی یا نہیں؟

ج:...... اگر آپ طلاق کے عوض میں شوہر کو حق مہر معاف کردیں یا کسی معاوضہ کے بدلے

مولانا سعید احمد جلال پوری

طلاق لے لیں تو یہ خلع ہوگا۔ جس طرح طلاق کی عدت گزارنا ہوتی ہے' اسی طرح خلع کی بھی عدت ہوتی ہے۔

س:...... ایک لڑکی کا نکاح ہوا ہے لیکن اس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے' وہ اپنے شوہر سے کبھی نہیں ملی ہے' صرف فون پر بات ہوئی ہے۔ اگر اس کا شوہر اسے طلاق دے دے' تو کیا وہ طلاق واقع ہوگی؟ نیز وہ لڑکی شادی شدہ یا طلاق یافتہ کہلائے گی؟

ج:...... اگر اس لڑکی کا اپنے شوہر سے ملاپ نہیں ہوا اور کبھی کسی ایسے مکان میں بھی اس طرح اکٹھے نہیں ہوئے کہ اگر وہ ہم بستر ہونا چاہتے تو ہوسکتے تھے' اور شوہر نے طلاق دے دی تو اس لڑکی پر عدت نہیں ہے' چونکہ رخصتی سے قبل بھی طلاق ہوجاتی ہے' اس لئے وہ لڑکی طلاق یافتہ کہلائے گی۔

روزہ میں انٹرنیٹ پر چیٹنگ:

س:...... آپ کے کالم میں روزے میں غیر شرعی امور سے پرہیز سے متعلق مسئلہ پڑھا' میرے خیال میں روزے کی حالت میں انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرنا گناہ نہیں ہے' اسی طرح ٹی وی دیکھنا' کیوں کہ ٹی وی پر علمائے کرام اور مولانا حضرات غیر محرم خواتین کے ساتھ گفتگو کررہے ہوتے ہیں' درمیان میں کوئی پردہ بھی نہیں ہوتا' اس کی وضاحت فرمائیں؟

ج:...... انٹرنیٹ پر واہیات چیٹنگ اور خصوصاً خواتین سے' حرام ہے' روزہ کی حالت میں اس کی قباحت و شناعت کہیں زیادہ بڑھ جائے گی۔ اسی طرح ٹی وی دیکھنا بھی حرام و ناجائز ہے' جہاں تک ٹی وی پر آنے والے علماء کے طرز عمل کا تعلق ہے' وہ ان کا ذاتی فعل ہے' اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں' آپ ان کے عمل کو گناہ کے جواز کا ذریعہ نہیں بنا سکتے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۱۱ ۲۷/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/مارچ ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان کاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

قادیانی سازش کا راز طشت از بام ہوگیا	اداریہ	۳
عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیوں کی تکفیر کی وجوہات	الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل	۶
اسلام میں ظلم کی ممانعت	مولانا محمد سلمان منصور پوری	۱۲
شعائر اسلام اور عشق ومحبت کا باہمی ربط وتعلق	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۵
توبہ اور اس کی ضرورت	محمد اقبال قریشی	۲۱
صاحبزادہ طارق محمود کی چند حسین یادیں!	مولانا محمد علی صدیقی	۲۴

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی سازش کا راز طشت از بام ہوگیا

گزشتہ صحبت میں آپ نے بیوروکریسی پر قابض قادیانیوں کے بارے میں اعداد وشمار ملاحظہ کئے‘ اس عرصہ میں ملک میں جابجا بم دھماکوں اور اس کے نتیجہ میں انسانی جانوں کے اتلاف کے واقعات رونما ہوئے‘ جن کی وجہ سے ملک میں امن وامان کی صورتحال ابتر ہوئی اور ان کی بنیاد پر ملک دشمن قوتوں کو پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملا‘ جبکہ اس سے قبل عاشورہ کے موقع پر بھی ملک کو امن وامان کے حوالے سے تشویشناک صورتحال کا سامنا رہا‘ بعدازاں وفاقی دارالحکومت میں بعض مساجد کے گرائے جانے کا قضیہ اٹھ کھڑا ہوا‘ بلاشبہ یہ سب معاملات ملکی سلامتی اور امن وامان کے حوالے سے بہت اہم تھے۔ اس سے جہاں مساجد‘ عدلیہ‘ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عوام کا اپنی ہی سرزمین پر غیر محفوظ ہونا ثابت ہوا‘ وہاں یہ سوال بھی اٹھ کھڑا ہوا کہ اتنا مختصر عرصہ میں انتہائی منظم انداز سے یہ کارروائیاں کون کررہا ہے؟ کیا یہ ’’بنیاد پرست‘‘ اور ’’انتہاپسند‘‘ ہیں؟ کیا یہ کوئی سیاسی گروپ ہے؟ کیا یہ علیحدگی پسند ہیں؟ کیا یہ معاشرے کے ستائے ہوئے ستم رسیدہ افراد ہیں؟ ان تمام سوالوں کے بارہ میں ملک کے ممتاز سیاسی رہنما جاوید ابراہیم پراچہ کا ایک ہی جواب ہے:

’’اہم عہدوں پر بیٹھے قادیانی معاملات خراب کررہے ہیں

اسلام آباد (وقائع نگار) معروف مذہبی وسیاسی رہنما جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا کہ ملک میں موجود بعض عناصر یہ نہیں چاہتے کہ مساجد کی تعمیر کا مسئلہ حل ہو اور وہ معاملے کو انتہائی حد تک لے جانا چاہتے ہیں...... جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان معاملات کو خراب کرنے میں قادیانی مذہب کے لوگوں کا ہاتھ ہے جس کے گواہ بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے ساتھ ثاقب ممتاز موجود ہیں‘ جو انجینئر ہیں اور پشاور انجینئرنگ یونیورسٹی میں استاد رہ چکے ہیں۔ یہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) ممتاز کے صاحبزادے ہیں‘ جو قادیانی ہیں‘ جبکہ ان کے چچا اس وقت قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب ثاقب ممتاز قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوئے تو انہیں گھر اور جائیداد سے محروم کردیا گیا۔ ثاقب ممتاز کی موجودگی میں قادیانی جماعت نے تین فیصلے کیے ہیں کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے والی ترامیم پر انتقاماً ملک میں بھاری سرمایہ خرچ کرکے شیعہ سنی فساد کرایا جائے‘ دونوں مسالک کے علماء کو قتل کرایا جائے‘ بریلوی دیوبندی فساد کرایا جائے‘ ملک کے اندر لسانی فسادات کا منصوبہ بھی اس اجلاس میں طے کیا گیا۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اس طبقے کی مذموم سرگرمیوں کو روکے اور مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ دے......‘‘

(روزنامہ ’’امت‘‘ کراچی ۳/ مارچ ۲۰۰۷ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! بالآخر بلی تھیلے سے باہر آگئی اور وہی بات سامنے آگئی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عرصہ سے کہتی چلی آرہی ہے‘ اور وہی حقیقت عیاں ہوگئی جسے حکومت جھٹلانے پر مصر ہے‘ قادیانی سازش کا راز طشت ازبام ہوگیا‘ اور یہ واضح ہوگیا کہ لسانی وفرقہ وارانہ فسادات اور مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کے قتل عام کے پس پردہ بھی قادیانی ہاتھ کارفرما رہا ہے۔ اب یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس قادیانی سازش کا سدباب کرے اور اس میں ملوث

قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ملکی سلامتی کو پارہ پارہ کرنے اور امن وامان کی صورتحال خراب کرنے والوں کو نشان عبرت بنادے۔

ثاقب ممتاز کی طرح قادیانیت سے تائب ہونے والوں کے سینے ایسے بہت سے رازوں کے مدفن ہوں گے‘ اگر حکومت ان حضرات کو تحفظ فراہم کرے‘ ان رازوں سے پردہ اٹھانے والوں کی حوصلہ افزائی کرے اور وطن عزیز کے خلاف ہونے والی قادیانی سازشوں سے آگاہی اور ان کے سدباب کا تہیہ کرے‘ تو نامعلوم مستقبل کے کتنے حادثات وسانحات کو روکا جاسکتا ہے اور بے شمار انسانی جانوں کے اتلاف کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ارباب اقتدار سنجیدگی سے اس بارہ میں سوچیں اور اس سلسلہ میں کسی قسم کے دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں۔

یہ درست ہے کہ امریکی حکومت کی جانب سے پاکستان پر بہت دباؤ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کے ساتھ ”بہترین سلوک“ کیا جائے‘ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ تو ہر سال اپنی سالانہ رپورٹوں میں پاکستان میں قادیانیوں کی ابتر حالت کا راگ الاپتا ہی ہے‘ اس کے علاوہ انسانی حقوق کی تنظیمیں ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان وغیرہ بھی حکومت پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ قادیانیوں کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا جائے اور ان کے جائز وناجائز پر ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے‘ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر ملکی سالمیت اور عوام کی جانوں کی حفاظت کا معاملہ ہو تو کیا پھر بھی حکومت کو اس دباؤ کو خاطر میں لانا چاہئے؟ نہیں‘ ہرگز نہیں‘ بلکہ ایسے وقت میں ملک وقوم کے مفاد کی خاطر ایسے میں کسی قسم کے دباؤ کو ماننے سے انکار کردینا چاہئے۔ دیکھئے‘ جب حکومت نے امریکا کو ”لاجسٹک سپورٹ“ فراہم کی تو پوری قوم نے اس کے خلاف آواز بلند کی‘ لیکن حکومت نے ملک وقوم کے ”مفاد“ کے نام پر اس دباؤ کو ماننے سے انکار کردیا اور امریکا کی لاجسٹک سپورٹ جاری رکھی‘ ٹھیک اسی طرح کیا اب بھی حکومت ہر قسم کے دباؤ کو ماننے سے انکار کرکے ملک وملت کے خلاف قادیانی سازشوں کا پردہ چاک نہیں کرسکتی؟ اور اس سازش میں ملوث قادیانیوں کو آئین وقانون کے مطابق سزا نہیں دے سکتی؟ حکومت کے لئے یہ آج بھی اسی طرح ممکن ہے جس طرح آج سے پہلے ممکن تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک وقوم کے عظیم تر مفاد کو ترجیح دی جائے اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت‘ قادیانیوں کی سازش کو طشت از بام کرکے اپنی آئینی وقانونی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوگی اور ملک کو غداروں کی غداری اور ریشہ دوانی سے بچانے کا ہر ممکن انتظام کرے گی۔

حضرت ڈاکٹر محمد صابر صاحب کا سانحہ ارتحال

سلسلہ تھانوی کے شیخ طریقت اور مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز شفیق الامت حضرت اقدس حاجی محمد فاروق صاحبؒ (سکھر) کے خادم خاص‘ جانشین اور خلیفہ مجاز‘ خانقاہ بیت الاشرف باغ حیات سکھر کے مسند نشین حضرت ڈاکٹر محمد صابر صاحب شدید علالت کے بعد جمعرات ۲۲/فروری ۲۰۰۷ء کو رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اپنی علالت کے دوران وہ کراچی کے سول ہسپتال میں زیر علاج رہے۔

حضرت مرحوم اپنے محسن ومربی حاجی محمد فاروق صاحبؒ کے دست راست تھے‘ یہی وجہ ہے کہ حاجی صاحبؒ کی رحلت کے بعد ان کے متعلقین ومتوسلین کی نظر انتخاب ڈاکٹر صاحب پر مرکوز ہوئی اور آپ نے اصلاح وارشاد کا کام احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔ امید ہے کہ آپ کے صاحب اجازت مسترشدین اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کریں گے اور ان کے سلسلہ کی ترویج واشاعت کا ذریعہ بنیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان‘ شیخ المشائخ‘ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ‘ نائب امیر مرکزیہ سیدالاولیاء حضرت اقدس نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ‘ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی‘ مولانا سعید احمد جلال پوری اور دیگر جماعتی زعماء وکارکنان کی جانب سے ادارہ حضرت ڈاکٹر محمد صابر صاحبؒ کے تمام لواحقین‘ پسماندگان اور مسترشدین سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو اپنی رضا کا پروانہ عطا فرمائے اور ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ قارئین سے بھی حضرت مرحوم کے لئے دعائے مغفرت وبلندی درجات کی اپیل ہے۔

ترجمہ: مولانا عبداللطیف مدنی

عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیوں کی تکفیر کی وجوہات

الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، امام الحرم

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین"

ترجمہ: "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔"

یہ آیت کریمہ صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی اس سلسلے میں متواتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔

شیخ ابن عطیہؒ اپنی تفسیر میں "کلمۃ خاتم" (بفتح التاء) پر رقم طراز ہیں کہ یہ لفظ تاء کے زبر کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاً علیہم السلام ختم کر دیئے گئے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگ گئی، اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، بس جن کو ملنی تھی مل چکی) اور جمہور کی قرأت (خاتم) تاء کی زیر کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاً علیہم السلام کو ختم کر دیا، یعنی سب نبیوں کے آخر میں آئے ہیں۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ یہ الفاظ علمائے سلف و خلف کی ایک جماعت کے نزدیک بالعموم اس بات کے صراحتاً متقاضی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"یہ آیت اس بات میں نص ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا، کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبے سے خاص ہے، لہٰذا ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں، اور ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی روایت کرنے والی صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت ہے۔"

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے ختم نبوت و رسالت پر بہت سی احادیث ذکر فرمائی ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

الف:...... بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال مجھ سے پہلے انبیاً علیہم السلام کے ساتھ ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہوجاتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں وہی اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔"

یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں۔

ب:...... امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے تمام انبیاً علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے:

۱:...... مجھے جوامع الکلم دیئے گئے۔

۲:...... رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے)۔

۳:...... میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف پہلے انبیاؑ کے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال نہ تھا' بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاکستر کر دیتی تھی' اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی)۔

۴:...... میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی (بخلاف پہلی امتوں کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں میں ہی ہو سکتی تھی) اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنا دی گئی (یعنی ضرورت کے وقت تیمم جائز کر دیا گیا' جو کہ پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا)۔

۵:...... میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف پہلے انبیاؑ کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص علاقے میں ایک محدود زمانے تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے)۔

۶:...... یہ کہ مجھ پر تمام انبیاؑ علیہم السلام ختم کر دیئے گئے (یعنی نبوت ختم کر دی گئی)۔"

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے بہت سے نام ہیں: میں محمد ہوں' اور میں احمد ہوں' اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی حشر برپا ہوگا اور قیامت آ جائے گی (یعنی کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں۔"

یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں' اور عاقب اسے کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔

یہ ثابت صحیح اور صریح احادیث اور ان کے علاوہ احادیث جو حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں' قطعی طور پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس سلسلے کی احادیث بہت ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت پر شکر کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے رحم و کرم سے ایسے بڑے رسول کو ہماری طرف بھیجا اور ختم المرسلین اور خاتم النبیین بنایا اور یکسوئی والا' آسان' سچا اور سہل دین آپؐ کے ہاتھوں کمال کو پہنچایا۔

رب العالمین نے اپنی کتاب میں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متواتر احادیث میں یہ خبر دے دی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں' تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ہر وہ شخص جو آپؐ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے' وہ بڑا جھوٹا' بڑا افترا پرداز' دجال' گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے' گو وہ شعبدے دکھائے' قسم قسم کی جادوگری کرے' بڑے بڑے کمالات اور عقل کو حیران کر دینے والی چیزیں پیش کرے اور طرح طرح کی نیرنگیاں دکھائے کیونکہ عقل مند جانتے ہیں کہ یہ سب فریب' دھوکا اور مکاری ہے' یمن کے مدعی نبوت اسود عنسی اور یمامہ کے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو دیکھو کہ دنیا نے انہیں ویسا ہی سمجھ لیا جیسے یہ تھے' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر ایسے احوال فاسدہ ظاہر کئے جن سے ان کی اصلیت سب پر ظاہر ہو گئی اور ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں (اللہ ان پر لعنت کرے)۔

یہی حال ہوگا ہر اس شخص کا جو قیامت تک اس دعوے سے مخلوق کے سامنے آئے گا' اس کا جھوٹ اور اس کی گمراہی سب پر کھل جائے گی' یہاں تک کہ سب سے آخری دجال "مسیح دجال" آئے گا' وہ سب مدعی نبوت' مسیح دجال پر ختم کر دیئے جائیں گے' اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایسے امور پیدا فرما دے گا کہ علماً اور مومن اس کے جھوٹا ہونے کی شہادت دیں گے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر انتہائی لطف و کرم ہوگا کہ ایسے جھوٹے دعویداروں کو یہ نصیب ہی نہیں ہوتا کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں' ہاں اتفاقی طور پر یا جن احکام میں ان کا اپنا مقصد ہوتا ہے' ان پر بہت زور دیتے ہیں' اور ان کے اقوال' ان کے افعال انتہائی افترا اور فجور والے ہوتے ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن کے پاس آتے ہیں؟ ہر ایک بہتان باز گنہگار کے پاس آتے ہیں۔"

اور سچے نبیوں کا حال اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے' وہ نہایت نیکی والے' بہت سچے' ہدایت والے' استقامت والے' قول و فعل کے اچھے' نیکیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہوتے ہیں' اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزوں اور خارق عادت چیزوں سے ان کی تائید ہوتی ہے اور اس قدر واضح اور روشن دلائل و براہین ان کی نبوت پر ہوتے ہیں کہ قلب

سلیم ان کے ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے سب سچے نبیوں پر مسلسل' قیامت تک رحمتیں اور سلامتیاں نازل فرماتا رہے۔

اور ان قادیانیوں کے عقائد ونظریات پر جب غور وفکر کروگے' تو پوری معرفت اور کامل یقین ہوجائے گا کہ ان کے بعض عقائد' کفر وارتداد' عداوت اور نفرت کا باعث ہیں اور جو شخص ان کے دعویٰ کو پہچان لینے کے بعد ان کے کفر میں شک اور تردد کرے تو وہ کافر ہے۔

چنانچہ علمأ کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کی تکذیب وانکار کررہا ہے۔

قادیانیوں کی تکفیر کی وجوہ:

ان قادیانیوں کی تکفیر ایک طریق سے نہیں بلکہ متعدد طریق سے واضح ہے' اس لئے کہ:

۱:...... نبوت کا دعویٰ کرنا کفر کا ارتکاب ہے۔

۲:...... جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ تھا اور وہ بغیر باپ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا نہیں ہوئے وہ کافر ہے۔

۳:...... جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہو' وہ خارج از اسلام ہے۔

۴:...... حضرات انبیأ علیہم السلام کے وہ معجزات جن کا ذکر قرآن کریم یا احادیث متواترہ میں ہے' ان کا منکر بھی کافر ہے۔

قادیانیوں سے دوستی جرم عظیم ہے:

جو شخص مسلمانوں پر کفار کی فضیلت کا قائل ہو وہ خارج از اسلام ہے' اسی طرح جو شخص مسلمانوں کی بجائے کافروں کے ساتھ محبت اور دوستی رکھے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

"اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا' بے شک وہ انہی میں سے ہوگا۔"

اور ان قادیانیوں میں یہ سب امور کفر جمع ہیں' لہٰذا ان کی تکفیر میں نہ کوئی جھگڑا ہے اور نہ کوئی ادنیٰ شک وشبہ ہے بلکہ وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں' اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ انہیں دینی' مذہبی کوئی بھی تعلق نہیں ہے' اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین پر یہ آیت کریمہ پوری طرح منطبق ہورہی ہے:

"اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہوچکیں گے تو شیطان جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے' سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا' سو تم نے (باختیار خود) میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو' نہ میں تمہارا مددگار (ہوسکتا) ہوں اور نہ تم میرے مددگار (ہوسکتے) ہو۔"

قادیانیوں کے کفر کے متعلق شریعت بورڈوں کے فیصلے:

متعدد فقہی اکیڈمیوں اور علمی اسلامی بورڈوں کی طرف سے اس مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین' چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے (قادیانی/احمدی) کے کفر وضلال سے متعلق متعدد فیصلے صادر ہوچکے ہیں' جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد:

مقدس ترین شہر مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء کو پورے عالم اسلام کی اسلامی تنظیموں اور اداروں کا ایک بہت بڑا کنونشن منعقد ہوا' جس میں صرف اسلامی ممالک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی ۱۴۴ مسلم تنظیموں اور انجمنوں کے نمائندے شریک ہوئے اور مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں نے اس کنونشن میں نمائندگی کی اور قادیانیوں کے کفر وضلال کا متفقہ فیصلہ صادر فرمایا۔

کنونشن کی قرارداد کا ترجمہ:

"قادیانیہ ایک باطل فرقہ ہے' جو اپنی اغراض خبیثہ کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادوں کو اکھاڑنا چاہتا ہے' اسلام سے اس کی مخالفت درج ذیل باتوں سے واضح ہے:

۱:...... اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرنا۔

۲:...... نصوص قرآنیہ میں تحریف کرنا۔

۳:...... جہاد کو منسوخ اور باطل قرار دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اسی نے اسے پروان چڑھایا' وہ سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے اور امت اسلامیہ کے

مسائل میں خیانت کرتا ہے اور اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے مفادات سے غداری کرتا ہے اور ان طاقتوں کی مدد سے اسلام کے بنیادی عقائد میں تغیر وتحریف اور بیخ کنی کے لئے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے جیسے:

ا:...... دنیا میں عبادت خانوں کے نام پر اسلام دشمن طاقتوں کی کفالت سے ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

۲:...... مدارس، اسکولوں، یتیم خانوں اور امدادی کیمپوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کے تعاون سے انہی کے مقاصد کی تکمیل۔

۳:...... دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت کا اہتمام۔

ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے کونشن میں طے کیا گیا کہ:

ا:...... دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور اداروں کا فرض ہے کہ وہ قادیانیت اور اس کی ہر قسم کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور ان کے معابد، مراکز، یتیم خانوں وغیرہ کی کڑی نگرانی کریں، اور ان کی تمام درپردہ سیاسی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں، اور اس کے بعد ان کے پھیلائے ہوئے جال، منصوبوں، سازشوں سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے انہیں پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ نیز اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے اور اس وجہ سے انہیں مقامات مقدسہ حرمین وغیرہ میں داخلے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۲:...... مسلمان، قادیانیوں سے کسی قسم کا معاملہ نہیں کریں گے اور اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ ہر میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

۳:...... کونشن تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں، ان کے تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی ذمہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

۴:...... قرآن کریم میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اور ان کے تمام تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج و اشاعت کی روک تھام کی جائے۔“

مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ:

نیز ان فیصلوں میں سے فقہ اکیڈمی کا فیصلہ ہے جس کا انعقاد ۱۰/شعبان ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۵/جولائی ۱۹۷۸ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔

قادیانی مذہب جس کی دعوت کا علمبردار اس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، کونسل نے باضابطہ اس کا مطالعہ کیا اور پھر مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا:

”حمد وصلوٰۃ کے بعد فقہ اکیڈمی نے موضوع فرقہ قادیانیہ کا جائزہ لیا جو گزشتہ صدی (انیسویں صدی عیسوی) میں ہندوستان میں ظاہر ہوا ”احمدیہ“ بھی اس کا نام ہے، اس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی جس کی دعوت کا علمبردار ہے، وہ دعویٰ کررہا ہے کہ:

ا:......وہ نبی ہے۔

۲:......اس کی طرف وحی آتی ہے۔

۳:......وہ مسیح موعود ہے۔

۴:...... نبوت ہمارے سردار حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی (جیسا کہ کتاب وسنت کی تصریحات کے مطابق ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے)۔

۵:...... اس کا گمان ہے کہ دس ہزار سے زائد آیات کا اس پر نزول وحی کے ذریعہ ہوا، اور جو اس کی تکذیب کرے وہ کافر ہے

۶:......مسلمانوں پر قادیان کا حج کرنا واجب ہے، اس لئے کہ وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مانند مقدس شہر ہے اور وہی ہے، جس کا نام قرآن کریم میں مسجد اقصیٰ ہے۔

یہ سب باتیں اس کی کتاب ”براہین احمدیہ“ اور اس کے رسالے ”التبلیغ“ میں بصراحت موجود ہیں۔ نیز اس کونسل نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور اس کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے اقوال و اعلانات کا جائزہ لیا اور وہ اپنی کتاب ”آئینہ صداقت اسلام“ میں رقم طراز ہے:

”ہر وہ مسلمان جو مسیح موعود (یعنی اس کے والد مرزا غلام احمد قادیانی) کی

بیعت میں داخل نہیں ہوا‘ خواہ اس نے ان کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو‘ وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔“

(کتاب مذکور ص:۳۵)

اور ان کے قادیانی اخبار الفضل میں اس کا وہ قول بھی موجود ہے جو وہ بعینہٖ اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا:

”بے شک ہم مسلمانوں کے ہر چیز میں مخالف ہیں: اللہ میں‘ رسول میں‘ قرآن میں‘ نماز میں‘ روزہ میں‘ حج میں‘ زکوٰۃ میں اور ہمارے اور ان کے درمیان ان سب چیزوں میں بنیادی اختلاف ہے۔“

(الفضل ۳۰/جولائی ۱۹۳۱ء)

اور اسی اخبار (”الفضل“ جلد ثالث) میں یہ بھی درج ہے کہ:

”مرزا نبی محمدؐ ہی ہے‘ یہ خیال کرتے ہوئے کہ قرآن کریم میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول: ”ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ ہے‘ اس کا مصداق مرزا ہی ہے۔“ (کتاب انوار الخلافۃ ص:۲۱)

نیز کونسل نے ان مضامین کا جائزہ لیا جو علماء کرام اور قابل اعتماد مسلمان مضمون نگاروں نے فرقہ قادیانیہ احمدیہ کے دائرہ اسلام سے کلی طور پر خارج ہونے کے متعلق تحریر فرمائے ہیں اور اس بنا پر پاکستان کے شمال (مغربی) سرحدی صوبے کی صوبائی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں ایک متفقہ فیصلہ صادر کیا‘ جس میں فرقہ قادیانیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا‘ پھر پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی بالاتفاق وہ ایمان افروز فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

قادیانیوں کے اس عقیدے کے ساتھ ساتھ وہ بات بھی ہے جو وہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کی صریح عبارتوں اور ہندوستان میں انگریزی حکومت کی محبت اور دائمی عنایت کا خواستگار ہے‘ اور وہ جہاد کے حرام ہونے کا اعلان ہے‘ اور جہاد کا انکار اس لئے کرتا ہے تاکہ مسلمانوں کو بھارت کی انگریزی سامراجی حکومت کا مخلص وفادار بنادے کیونکہ نظریہ جہاد ہی بعض جاہل مسلمانوں کے لئے انگریز کے ساتھ اخلاص سے مانع ہوتا ہے اور وہ اس سلسلے میں اپنی کتاب ”شہادۃ القرآن“ ایڈیشن ۶ صفحہ ۱۷ کے ضمیمے میں لکھتا ہے:

”میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ میرے پیروکار جب زیادہ ہو جائیں گے تو جہاد پر یقین رکھنے والے کم ہو جائیں گے‘ کیونکہ میرے مسیح یا مہدی ہونے کا یقین کرنے سے جہاد کا انکار لازم آتا ہے۔“

اب استاذ (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) کا وہ پیغام ملاحظہ فرمائیں جو رابطہ نے صفحہ ۲۵ پر نشر کیا ہے:

”اور فقہ اکیڈمی کی کونسل نے ان معتقدات کو اور اس کے علاوہ بہت سی دستاویزات جو عقیدۂ قادیانیہ‘ ان کی نشوونما اور ارتقاء اور صحیح اسلامی عقیدے کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو اس سے ورغلانے اور گمراہ کرنے کی وضاحت کرتی ہیں‘ زیر بحث لانے کے بعد کونسل نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ عقیدہ قادیانیہ جو احمدیہ کے نام سے بھی معروف ہے‘ اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اس کو اختیار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے بالکل خارج ہیں اور ان کا خود کو مسلمان ظاہر کرنا سراسر گمراہی‘ دھوکا اور فریب ہے۔

اور کونسل کا یہ اعلان ہے کہ تمام مسلمان حکومتیں‘ علماء‘ مضمون نگار‘ مفکرین اور دعاۃ وغیرہ سب پر واجب ہے کہ وہ اس باطل مذہب اور اس کے اپنانے والوں کا دنیا کے ہر خطے میں مقابلہ کریں اور اس جدوجہد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔“

بحوث وافتاء کی مستقل کمیٹی کا فتویٰ:

سعودی عرب میں البحوث العلمیہ والافتاء کی مستقل کمیٹی سے فرقہ قادیانیہ کے بارہ میں شرعی حکم دریافت کیا گیا تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ حکومت پاکستان کی طرف سے اس فرقے کے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا حکم صادر ہو چکا ہے‘ اسی طرح بعینہٖ یہی حکم رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی طرف سے اور اسلامی تنظیموں کا کونشن جو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ۱۳۹۴ھ میں منعقد ہوا‘ کی طرف سے بھی صادر ہوا ہے۔

پھر اس مستقل کمیٹی نے اس فرقے کے بارہ میں فیصلہ اپنے الفاظ میں صادر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"یہ فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ہندی نبی ہے جس پر وحی نازل ہوتی تھی اور کسی شخص کا اسلام اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک اُس پر ایمان نہ لائے' اور یہ تیرھویں صدی ہجری کی پیداوار ہے' جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں یہ بتادیا ہے کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور علماً اسلام کا اس پر اجماع ہے' لہٰذا جو شخص دعویٰ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی ہوسکتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہو تو وہ کافر ہے' اس لئے کہ وہ قرآن کریم کی تکذیب کررہا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ جو آپ ؐ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہیں' ان کو جھٹلا رہا ہے اور اجماع امت کا مخالف ہے۔"

(فتویٰ نمبر ۱۶۱۵)

اور فتویٰ نمبر ۴۳۱۷ میں ہے کہ مستقل کمیٹی سے قادیانیہ اور ان کے مذعوم نبی کے متعلق سوال ہوا تو اس کا حسب ذیل جواب دیا گیا:

"حمد وصلوٰۃ کے بعد:

"نبوت ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے' آپ ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا' کتاب وسنت سے یہی ثابت ہے۔

لہٰذا جو کوئی آپ ؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور انہی میں سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے' تو اس کا دعویٰ نبوت سراسر جھوٹ ہے اور قادیانیوں نے جو اس کی نبوت کا نظریہ قائم کررکھا ہے وہ زعم کاذب ہے' اور سعودیہ کے علماً بورڈ کا فیصلہ صادر ہوچکا ہے کہ قادیانیہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار' خواہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا کسی بھی صورت میں اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما قرار دیتے ہوں' وہ کافر اور خارج از اسلام ہیں۔"

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ:

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے بتاریخ ۱۲/اگست ۱۹۸۴ء یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ قادیانیہ یقیناً ایک کافر فرقہ ہے' اور پورے عالم اسلام میں بڑے بڑے علماً کے انفرادی فتاویٰ صادر ہوچکے ہیں' جو اس فرقے کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کررہے ہیں۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کو چور دروازے سے مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی اجازت نہیں دیں گے

سرگودھا (پ ر) ۲۳/فروری کو جمعہ کا خطبہ مولانا محمد اکرم طوفانی نے مسجد بلال نیا کوٹ فرید میں دیا' آپ نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کی ملی غیرت کو بیدار کیا اور انہیں باور کرایا کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے مسلمان اور اکابرین امت مسلسل ایک صدی سے قربانیاں دیتے چلے آئے ہیں۔ قید وبند کی دل آزار تکالیف کے علاوہ اس مسئلہ کی خاطر مال روڈ لاہور پر ہزاروں نوجوانوں نے اپنی جوانیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر نچھاور کردیں اور وہ شہادت سے ہمکنار ہوگئے۔ لیکن امریکا ایک مرتبہ پھر اپنے حواریوں کے ذریعہ قادیانیوں کو رول بیک کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ امید ہے کہ پاکستان حکمران ایسی فاش غلطی کرکے اپنے اوپر اللہ کے غضب کو دعوت نہ دیں گے' تاہم مسلمان' امریکا اور اس کے لے پالک حواریوں کو بتادینا چاہتے ہیں کہ پاکستانی مسلمان گناہگار ضرور ہوسکتے ہیں لیکن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ قادیانیوں کو چور دروازے سے مسلمانوں کی صفوں میں دوبارہ گھسنے کی اجازت نہ دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت نہ صرف قلبی لگاؤ کا معاملہ ہے بلکہ ایمانی مسئلہ بھی ہے۔ ایمان کی بقاء اور اعمال کا دارومدار تحفظ عقیدۂ ختم نبوت پر ہے۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا تھا: "اگر ہم تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کا کام نہ کرسکے تو پھر گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔" اس موقع پر تمام سامعین نے ہاتھ کھڑے کرکے وعدہ کیا کہ ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے لیکن قادیانیوں کو چور دروازے سے دوبارہ مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ کارکن جناب فصیح الرحمٰن صاحب کی والدہ گزشتہ دنوں انتقال کرگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند' نہایت ہی عابدہ' زاہدہ اور تحفظ ناموس رسالت کا درد رکھنے والی عظیم خاتون تھیں' کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھیں مگر ان حالات میں بھی ان کے معمولات یومیہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ادارہ لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے' حق تعالیٰ شانہ ان کی مغفرت فرمائے' اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اسلام میں ظلم کی ممانعت

مولانا محمد سلمان منصور پوری

اسلام کی نظر میں تمام انسان' انسانیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ رنگ ونسل' علاقے اور آبادی کی بنیاد پر فرق وامتیاز اسلام کے نزدیک کسی طرح بھی روا نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے آدمیو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے بنا کر تمہاری ذاتیں اور قبیلے مقرر کردیئے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ باادب ہے' اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا' خبر رکھنے والا ہے۔" (سورۂ حجرات:۱۳)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع کے موقع پر اس سلسلے میں جو خطبہ ارشاد فرمایا' وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے طویل خطبے کے چند زریں الفاظ درج ذیل ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تم سب کا پروردگار ایک ہے' اور تم سب کا باپ بھی ایک ہے (یعنی سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو) خبردار! کسی عربی کو عجمی پر کوئی برتری نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے' اور نہ کالے رنگ والا سرخ رنگ والے پر فوقیت رکھتا ہے اور نہ سرخ رنگ والا کالے پر' سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے (یعنی فضیلت کا معیار اخلاق فاضلہ ہیں' رنگ ونسل نہیں)۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام تم تک پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ نے اس کی تصدیق فرمائی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آج قربانی کا قابل احترام دن ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون سا شہر ہے؟ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ باعزت شہر مکہ معظمہ ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ شہر' یہ مہینہ اور یہ دن تمہاری نظر میں باعث عزت واحترام ہے' اسی طرح تمہارے مال' تمہارے خون اور تمہاری عزتیں بھی آپس میں قابل احترام ہیں (جن کی حق تلفی کسی کے لئے روا نہیں ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ پیغام سنا ہے وہ اسے ان لوگوں تک پہنچا دے' جنہوں نے یہ پیغام نہیں سنا۔ (رواہ احمد' مجمع الزوائد ۳/۲۶۶)

اسلام کی اس عظیم ہدایت کے برعکس آج پوری دنیا رنگ ونسل' علاقے وزبان کے اعتبار سے سینکڑوں خانوں میں بٹی ہوئی ہے' طاقتور قومیں کمزور نسلی جماعتوں کا استحصال جاری رکھے ہوئے ہیں' ایک علاقہ والے دوسرے علاقہ والوں کو' ایک زبان والے دوسری زبان والوں کو' ایک رنگ والے دوسرے رنگ والوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں' مغربی اقوام جو آج دن رات اپنے آپ کو انسانی حقوق اور مساوات کا تنہا ٹھیکیدار قرار دیتے نہیں تھکتیں' ان کی تاریخ بدترین انسانیت سوز تعصبات اور امتیازات سے پُر ہے۔ ان کے دعوے جتنے خوبصورت ہیں' ان کی باطنی حقیقت اتنی ہی مکروہ اور خوفناک ہے' یہ قومیں خون خون میں فرق کرتی ہیں' مغربی اقوام کا کوئی فرد کہیں ظلم کا شکار ہو جائے تو آسمان سر پر اٹھالیا جاتا ہے' جب کہ دیگر اقوام کے ہزاروں افراد بھی اگر وحشیانہ طور پر تہ تیغ کردیئے جائیں تو ان پر یہ مغربی اقوام نہ صرف خاموش تماشائی بنی رہتی ہیں بلکہ بہت سے واقعات میں مظلوم کے بجائے ظالم کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہیں' اسرائیل' بوسنیا' کوسوو' البانیہ' چیچنیا اور دنیا کے دیگر مقامات میں مظلوموں کے بہتے ہوئے لہو میں ان سامراجی اقوام نے اپنے ہاتھوں کو لت پت کر رکھا ہے' اور پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہی انسانی مساوات کے علمبردار ہیں' ان کا یہ دعویٰ "برعکس نام نہند زنگی را کافور" کا مصداق ہے' دنیا میں انسانی مساوات کا جو تصور اسلام نے پیش کیا ہے' اس سے بہتر اور موثر کوئی تصور پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ظلم کی ممانعت:

اسلام بنیادی طور پر ظلم کا مخالف ہے' بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسلام کا وجود ہی دنیا سے ظلم کو مٹانے کے لئے ہے' اسلام کی فطرت یہ ہے کہ وہ ظلم کو برداشت نہیں کرسکتا۔ پورا اسلامی نظام

ہی ہر سطح پر ظلم کو ختم کرنے کے لئے مستعد رہتا ہے۔

اسلام کا اصول ہے: ’’لا ضرر ولا ضرار‘‘ (یعنی نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ) یہی اصول اسلام کی ہر تعلیم میں روشن نظر آتا ہے‘ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ آدمی جہاں تک ہوسکے اپنی قوت اور اثرات کا استعمال کرکے مظلوم کی حمایت کرے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم‘ تو ایک شخص نے حیرت سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد کروں گا‘ اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ظالم بھائی کی مدد اس طرح ہوگی کہ تم اس کو ظلم سے روک دو (تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے)۔

(متفق علیہ‘ مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنا آخرت میں اندھیریوں کا باعث ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ۲/۴۳۴)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق دار کو اس کا حق دینے سے محروم نہیں کرتا۔

(مشکوٰۃ شریف ۲/۴۳۶)

احادیث شریفہ میں خلق خدا پر رحم کرنے اور ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی انتہائی تاکید وارد ہوئی ہے‘ ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مہربانی کرنے والوں پر رحمن مہربان ہے‘ تم زمین والوں پر رحم کرو‘ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۲۳‘ رواہ ابوداؤد)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا‘ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۱)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلق خدا اللہ کی اولاد کی مانند ہیں‘ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو خلق خدا پر رحم و احسان کرنے والا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۵)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر (۷۳) مغفرت کا انتظام فرماتا ہے‘ جن میں سے صرف ایک مغفرت اس کے تمام معاملات سدھارنے کے لئے کافی ہے اور بقیہ بہتر (۷۲) مغفرتیں آخرت میں اس کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۵)

ان ہدایات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نظر میں رحم دلی کی کیا اہمیت ہے؟ اور وہ دنیا میں ظلم کا کتنا بڑا مخالف ہے؟

آج جو لوگ مذہب اسلام کو ظلم و ناانصافی کا محور قرار دیتے ہیں‘ وہ دراصل خود وحشیانہ مظالم کے مرتکب ہیں اور اپنے سیاہ کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ اسلام جیسے عظیم‘ پاسدار انسانیت مذہب پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اسلام کو ان کے بے ہودہ الزامات سے کوئی سروکار نہیں۔ اسلام بلاکسی امتیاز کے کسی بھی فرد‘ شخص یا جماعت پر ظلم کرنے سے قطعاً انکار کرتا ہے۔

قتل ناحق کی ممانعت:

کسی انسان کو ناحق قتل کرنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلام کی نظر میں انسان کے خون کے ایک ایک قطرے کی قیمت ہے اور وہ اپنے دائرہ اثر میں رہنے والے تمام افراد کی جان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ بلاکسی خاص سبب کے اسلامی حکومت میں کسی بھی شخص کو‘ خواہ وہ مسلمان ہو یا غیرمسلم‘ جان سے مارنا جائز نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

’’اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے‘ اس کو قتل مت کرو‘ ہاں مگر حق پر اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے‘ سو اس کو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہئے‘ وہ شخص طرف داری کے قابل ہے۔‘‘ (سورۂ بنی اسرائیل:۳۳)

اسلام میں کوئی بھی قتل رائیگاں نہیں چھوڑا جاسکتا۔ یا تو قاتل سے جانی بدلہ لیا جائے گا یا دیت اور فدیہ لے کر مقتول کے وارثین کی اشک شوئی کی جائے گی تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس طرح کی وحشیانہ حرکت کرنے کی جسارت نہ ہوسکے۔

اس کے برعکس آج دنیا کا چپہ چپہ بے قصور افراد کے لہو سے رنگین ہے‘ مغربی اقوام کے لچک دار قوانین مظلوموں اور مقتولوں کی حمایت نہیں کرتے بلکہ ان ڈھیلے ڈھالے اور لچیلے قوانین کے ذریعہ مجرم کو صاف بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

اسقاط حمل:

اسلام کی انسانیت نوازی کی ایک اہم دلیل یہ ہے کہ اسلام انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کے جانی تحفظ کا انتظام کرتا ہے‘ چنانچہ شریعت اسلامی میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی حاملہ عورت کا حمل زبردستی ضائع کرادیا جائے تو تاوان میں غلام‘ باندی دینا پڑے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۳۰۲)

اور عام حالات میں بلاشدید عذر کے اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے‘ بالخصوص جب حمل پر چار مہینے گزر جائیں اور اس میں روح پڑ جائے تو اس ’’جنین‘‘ کو جانی تحفظات میں وہی تمام حقوق

حاصل ہو جاتے ہیں جو ایک زندہ انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

اس اسلامی تعلیم کے برخلاف آج مغرب نواز معاشرے میں اسقاط حمل جرم تو کیا ہوتا؟ بلکہ ایک فیشن بنتا جا رہا ہے۔ شہر شہر میں ایسے لائسنس یافتہ کلینک موجود ہیں جن میں برسرِعام جائز اور ناجائز بچوں کا اسقاط کرکے انسانیت کا قتل عام کیا جا رہا ہے' زمانہ جاہلیت میں پیدا ہونے کے بعد لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا اور آج کے جدید دورِ جاہلیت میں پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کو رحم مادر میں طبی آلات کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے' اس انسانیت سوز عالمی ظلم پر ساری دنیا کے نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار خاموش ہیں' بلکہ اضافۂ آبادی کے خطرہ کو بہانہ بنا کر اس طرح کے ظلم کی حوصلہ افزائی میں برابر کے شریک ہیں' جب کہ اس دہشت و بربریت کے خلاف مضبوط آواز اٹھانے والا مذہب صرف اسلام ہے' جو اپنی علمی و عملی ہدایت کے ذریعہ اس سنگین جرم سے دنیا کو بچانے کی تلقین کرتا ہے۔

جرائم کی روک تھام:

اسلام دنیا میں امن و امان کا خواہاں ہے۔ اس نے اجتماعی امن کے قیام کے لئے ایسا عمدہ اور مؤثر نظام تجویز کیا ہے جس کے نفاذ سے حیرت انگیز طور پر معاشرہ امن و امان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور علاقے میں بسنے والا ہر شہری اپنی جان و مال عزت و آبرو کی طرف سے مطمئن ہو کر عافیت کی فضا میں سانس لیتا ہے' چنانچہ اس مقصد سے اسلام نے دنیا میں پائے جانے والے سات بڑے جرائم پر عبرت ناک سزائیں مقرر کی ہیں۔ وہ جرائم یہ ہیں:

۱:.....قتل۔

۲:.....چوری۔

۳:.....ڈکیتی۔

۴:.....زنا۔

۵:.....کسی پر زنا کی تہمت لگانا۔

۶:.....شراب پینا۔

۷:.....اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جانا۔

یہ جرائم ہی تمام دنیا میں فتنہ و فساد کی جڑ اور بنیاد ہیں' لہٰذا ان جرائم کی روک تھام کے لئے محض زبانی اپیلیں یا آخرت کی وعیدیں سنا دینا کافی نہیں' بلکہ عملی طور پر ایسے اقدامات ناگزیر ہیں جن کے ذریعہ معاشرہ کو مذکورہ چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھا جا سکے اور مجرم ایسی عبرتناک سزاؤں سے دوچار ہو کہ اسے دیکھ کر کسی اور کو ایسے جرم کے ارتکاب کی ہمت نہ ہو سکے' اسلام کی مقرر کردہ عبرتناک سزاؤں کا خلاصہ یہ ہے:

☆ قتل کی سزا: قصاص یا دیت۔

☆ چوری کی سزا: ہاتھ کاٹنا۔

☆ ڈکیتی کی سزا: قتل' سولی یا ہاتھ پیر کاٹنا۔

☆ زنا کی سزا: شادی شدہ ہو تو سنگسار کرنا ورنہ سو کوڑے مارنا۔

☆ کسی پر زنا کی تہمت کی سزا: ۸۰ کوڑے۔

☆ شراب کی سزا: ۸۰ کوڑے۔

☆ ارتداد کی سزا: قتل۔

اسلامی حکومت میں ان میں سے کسی جرم کے ثابت ہونے کے بعد کسی بھی شخص کو حتیٰ کہ امیرالمومنین کو بھی اپنی طرف سے اس سزا میں تخفیف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی حکومت کا یہ شرعی فرض بنتا ہے کہ وہ جرائم کی روک تھام کے لئے مقرر کردہ شرعی حدود کو جاری کرے' اگر کوئی بااختیار مسلم حکومت اس پر عمل نہیں کرتی تو وہ عنداللہ وعندالناس اپنی کوتاہی پر جواب دہ ہے' اس لئے کہ سزاؤں کے احکامات محض فقہی مسئلے نہیں بلکہ قرآن و سنت کی متواتر قطعی نصوص سے ثابت شدہ ہیں۔ کسی بھی فرد یا حکومت کو ان سے صرف نظر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ البتہ مذکورہ جرائم کے علاوہ اس سے کم تر درجہ کے جرائم کی سزا کا اختیار حاکم وقت کو دیا گیا ہے کہ وہ حالات کو دیکھ کر اپنی منشا کے مطابق کوئی بھی سزا تجویز کر سکتا ہے۔

اسلامی حدود کا یہ نظام تجرباتی طور پر نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے' کیونکہ اس نظام کے ذریعہ جرائم کا معیار غیر معمولی طریقہ پر کم سے کم ہو جاتا ہے۔ آج بھی جن ممالک میں اس کا رواج ہے' وہاں جرائم کی شرح ساری دنیا سے کم ریکارڈ کی جاتی ہے۔

مگر مغربی دنیا کو یہ امن و امان کی فضا قطعاً پسند نہیں' وہ ایک طرف انسانی حقوق کے تحفظ کا راگ الاپتی ہے اور دوسری طرف اسلامی نظام حدود پر بے جا تنقید کرکے دنیا کے چھٹے ہوئے مجرموں کی پیٹھ تھپتھپاتی ہے۔ آج اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں کی شدت پر تو خوب ٹسوے بہائے جاتے ہیں اور مبالغہ آمیزی کے ساتھ ان کی قساوت کو اجاگر کرکے اسلام کو مطعون کیا جاتا ہے' مگر یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ ایک کو سزا دینے سے سینکڑوں' ہزاروں بے قصوروں کو کتنی راحت ملتی ہے' اور ایک مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانا کتنے جرائم پیشہ افراد کی ہمتیں پست کرنے کا سبب بن جاتا ہے' لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ جس طرح آج مغربی معاشرہ بدترین قسم کے جرائم اور انسانیت سے گرے ہوئے اعمال میں ملوث ہے' اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ پوری دنیا اسی ڈگر پر چل کر انسانیت کا لبادہ اتار دے اور بہیمیت کی صورت اختیار کرلے' اور اس کی اس منصوبہ بندی میں سب سے بڑی رکاوٹ چونکہ اسلامی نظام ہے' اس لئے وہ انسانیت کی دہائی دے کر اسلام کی خوبیوں پر خاک اڑانے کی کوشش برابر کرتا رہتا ہے۔

☆☆.........☆☆

شعائر اسلام اور عشق ومحبت کا باہمی ربط وتعلق

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اسلام توحید کا دین ہے:

اسلام توحید خالص کا دین ہے۔ وہ خدا اور بندے کے درمیان کسی وساطت اور ''ایجنسی'' کا قائل نہیں۔ وہ کسی ایسی محسوس اور مادی چیز کا روادار نہیں جس کو انسان اپنے فکر وخیال میں معبود کی طرح بسا کر اپنی ساری توجہ اور ہمت وقوت اس پر مرکوز کردے اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اس میں نہ تو واسطوں کی گنجائش ہے نہ مظاہر کی' نہ تصویروں کی' نہ بتوں کی' نہ یہاں پادری اور پروہت کی قسم کا کوئی طبقہ پایا جاتا ہے' نہ کاہنوں اور مجاوروں کے طرز کی کوئی جماعت۔

اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے:

''اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں' دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے' پس (لوگوں کو) چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں' عجب نہیں کہ ہدایت پا جائیں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''سو آپ خالص اعتقاد کرکے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے رہئے' یاد رکھو! عبادت خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں (کہ) ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔''

اس کے علاوہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خیال کی پاکی' فکر کی بلندی' نیت وارادے کی صفائی ودرستی' غیر سے بے تعلقی اور عمل میں اخلاص کے اس معیار اور فکر اور عقیدے کی اس سطح پر ہے جس سے بہتر معیار اور بلند سطح ناقابل تصور ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب' فلسفے' دینی اور عقلی نظام اور پوری انسانیت مل کر بھی آج تک اس جیسی کوئی چیز پیش کرنے سے قاصر رہی اور اس معیار کے قریب بھی اس کی رسائی نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا جو وصف بیان کیا ہے' اس پر کوئی اضافہ ناممکن ہے:

''کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا ہے (ہر چیز کا) دیکھنے والا ہے۔''

ایک مشہود کی ضرورت جو شوق وتعظیم کا مرکز بن سکے:

لیکن فطرت انسانی' فطرت انسانی ہی ہے۔ ایک ایسی چیز کی جستجو اور آرزو ہر بشر کی سرشت میں داخل ہے جس کو وہ اپنی ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکے' اس کے ذریعے اپنے جذبۂ شوق کی تسکین کرسکے اور قرب ووصال اور تعظیم وتسلیم کے اس شدید تقاضے کی آسودگی کا سامنا کرسکے جو ہمیشہ سے اس کے خمیر میں ہے۔

شعائر اللہ اور ان کی حکمت:

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ظاہری اور محسوس چیزیں مقرر کی ہیں جو اس کی ذات اقدس کے ساتھ کچھ خصوصیت رکھتی ہیں' اس کی طرف منسوب ہیں' اسی کی کہلائی جاتی ہیں اور ان پر اس کی رحمت کی اس قدر تجلی اور عنایت کی ایسی نظر ہے کہ ان کو دیکھ کر ہی خدا یاد آتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ بہت سے ایسے واقعات ومعاملات اور اعمال واحوال وابستہ ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں' اس کے انعامات' اس کا دین توحید اور اس کے رسولوں کا جہاد اور صبر یاد دلاتے ہیں۔ ان چیزوں کا نام اس نے ''شعائر اللہ'' رکھا۔ ان کی تعظیم اپنی تعظیم قرار دی اور ان میں کوتاہی کو اپنے حق میں کوتاہی کے مترادف بتایا اور انسانوں کو اس کی اجازت بلکہ دعوت دی کہ اس کے ذریعے وہ اپنی پوشیدہ ومستور محبت اور مشاہدہ وقرب کے فطری جذبے کو تسکین دیں اور اپنی آسودگی کا سامان کریں۔

ارشاد باری ہے:

''یہ بات ہو چکی اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا' سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔'' (سورۂ حج:۳۲)

"یہ بات ہوچکی اور جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کا ادب کرے گا' سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہوگا۔" (سورۂ حج:۳۰)

انسان کی فطرت میں عشق ومحبت کا عنصر:

انسان نہ صرف عقل محض ہے نہ مجبور محض جو کسی قانون اور طاقت کے سامنے بے دست و پا ہو' نہ وہ ایسا مشینی پرزہ ہے جو کسی خاص قانون اور پہلے سے مقرر کردہ نقشے کے مطابق ایک دائرے میں گردش کرتا رہتا ہے' وہ عقل بھی ہے' دل بھی' ایمان بھی ہے اور وجدان بھی' اطاعت بھی ہے اور محبت بھی اور اسی میں اس کی عظمت وشرافت' طاقت وعبقریت' ذہانت و دقیقہ رسی' امتیاز و برتری اور ایثار وقربانی کا راز پوشیدہ ہے۔ اسی کی بدولت اس نے دشوار سے دشوار مسئلے پر قابو پایا' محیر العقول کارنامے انجام دیئے' خارق عادت باتیں اس سے صادر ہوئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے وہ "امانت" اس کے حوالے کی گئی جس سے آسمان' زمین اور پہاڑ سب معذرت کرچکے تھے۔ اس شہ پر کی مدد سے اس نے ان بلندیوں پر اپنا نشیمن بنایا جہاں مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں' حیوانات اور جمادات کا ذکر کیا ہے؟

انسان کا اپنے رب کے ساتھ یہ رشتہ محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں' جس کا دائرہ صرف واجبات ادا کرنے' احکام کی تعمیل کرنے' ٹیکس دینے اور اس کے بدلے میں کچھ حقوق حاصل کرنے تک محدود ہو' یہ محبت اور پاکیزہ جذبات کا رشتہ بھی ہے' یہ ایسا رشتہ ہے جس پر ذوق وشوق عشق وقربانی' اور دل سوزی وبے قراری کا غلبہ ہونا چاہئے' اور یہ عنصر اس رشتے میں اس طرح جاری و ساری ہونا چاہئے کہ کوئی عمل اس کے اثر سے خالی نہ رہنے پائے۔ دین اس سے منع نہیں کرتا بلکہ اس کی دعوت دیتا ہے' اس جذبے کو غذا پہنچاتا اور اس کو مزید قوت بخشتا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"اور جو ایمان والے ہیں' وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے قوی رکھتے ہیں۔" (سورۂ بقرہ:۱۶۵)

دوسری جگہ آتا ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بگڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو' یہ سب تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوئے تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے' اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو مقصود تک نہیں پہنچاتا۔" (سورۂ توبہ:۲۴)

وہ اپنے رسول کا ذکر کرتے ہوئے ان کی محبت وخلوص اور ان کے شوق وفنائیت کو خاص طریقے پر نمایاں کرتا ہے اور اس کی طرف خصوصیت سے متوجہ کرتا ہے' یحییٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے:

"اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ دے دی تھی اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی۔ اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔" (سورۂ مریم:۱۲'۱۳)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا پورا قصہ اسی محبت کی تصویر ہے' اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے اور محبوب فرزند کی محبت کے گلے پر کس طرح چھری پھیری اور جب تک خدا نے ان کے صدق واخلاص اور صبر وقربانی کو دیکھ نہ لیا' انہوں نے چھری گلے سے نہ ہٹائی۔

"اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا' ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ تھا بھی کھلا ہوا امتحان۔" (سورۂ صافات:۱۰۴'۱۰۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں آتا ہے:

"بے شک ابراہیمؑ بڑے حلیم بڑے دردمند' بڑے نرم دل تھے۔" (سورۂ ہود:۷۵)

صفات کے علم ہی سے محبت پیدا ہوتی ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفات وافعال اور اس کے انعامات کا اتنی کثرت سے ذکر اور اس کے اعادہ وتکرار اور اس قدر شرح وبسط کے ساتھ بیان کا اصل راز یہی ہے کہ صفات ہی محبت وشوق کا سرچشمہ ہیں۔ اسی بات کو بعض ائمہ اسلام نے "نفی مجمل اور اثبات مفصل" سے تعبیر کیا ہے۔ یہی اثبات ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ کا بیان اور اس کے دلائل وشواہد کا ذکر) جس سے انسان کے ذوق وشوق کو غذا ملتی ہے اور محبت جوش مارنے لگتی ہے۔ اگر نفی رہبر عقل ہے تو اثبات رہبر دل۔

اگر اللہ تعالیٰ کی یہ صفات عالیہ اور اسمائے حسنیٰ ہمارے سامنے نہ ہوتے' جن سے قرآن وحدیث بھرا ہوا ہے اور جن پر عشاق ومحبین ہمیشہ اپنا سر دھنتے رہے' عارفین ان کے ترانے گاتے رہے' ذاکرین ان کی تسبیح میں مشغول رہے اور ان کا کلمہ

پڑھتے رہے اور اہل معرفت وحقیقت زندگی بھر اس سمندر کے تہہ نشین موتی چنتے رہے' تو یہ دین ایک چوبی یا آہنی نظام اور قانون کی طرح ہو جاتا ہے جس کی دلوں میں کوئی جگہ نہ ہوتی' یہ نہ ان میں کوئی جذبہ اور گرم جوشی پیدا کر سکتا' نہ ان کے دلوں کو گرم اور آنکھوں کو نم کرنے کی صلاحیت رکھتا' نہ ان سے دعا میں انابت ورقت کی کیفیت پیدا ہوتی' نہ دل میں سرفروشی کا جوش' نہ سر میں اس کا سودا۔ اس کے بغیر خدا اور بندے کا تعلق ایک مردہ اور محدود تعلق ہے جس میں نہ کوئی زندگی ہے نہ روح' نہ لچک' نہ وسعت۔ زندگی ایک ایسی خشک' سخت اور بے جان چیز ہے جو لذت' آرزو' متاع شوق اور جنون وشوریدگی کی دولت سے بالکل تہی دامن اور محروم ہے۔

اگر انسانیت سے یہ دولت چھین لی جائے تو زندگی اور موت اور انسان اور جمادات میں آخر کیا فرق باقی رہ جائے گا؟

اس ساغر کی کیا قیمت جو کبھی چھلک نہ پائے:

دل کی اس آنچ کو کچھ کم کرنے اور روح کی پیاس بجھانے کے لئے ایک مسلمان کو اس کی ضرورت تھی کہ اس کے دل کا ساغر اور نگاہوں کا پیمانہ چھلک جائے۔ اس جام کی کیا قیمت جو بھرے لیکن چھلک نہ پائے' یہی نہیں' اس کو اس کی بھی ضرورت تھی کہ یہ جام چھلک کر بہنے لگے اور دوری ومجبوری کی آگ میں جلے ہوئے دل کو سیراب کردے۔ وہ جام کیا جام ہے جو بھر کر چھلک تو جائے لیکن چھلک کر بہہ نہ پائے؟

حج بیت اللہ جذبۂ عشق کی تسکین کیلئے ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نادرۂ روزگار ذہانت اور شریعت کے گہرے مطالعے سے اس نکتے کو خوب سمجھا تھا کہ محبت وشوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے' وہ اس کی تسکین کے لئے ہمیشہ طلب وجستجو میں رہتا ہے' بیت اللہ اور اس کے ساتھ جتنے شعائر اللہ اور حج کے مناسک ومقامات ہیں' وہ اس کی اس کچی اور حقیقی ضرورت کو اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں اور ان سے اس کو پوری تسکین اور تسلی حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور (وہ وقت یاد دلایئے) جب ہم نے ابراہیمؑ کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے' اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو' لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایام معلوم میں اللہ کا نام لیں ان چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ پس تم بھی اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور چاہئے کہ (اس) قدیم گھر کا طواف کریں۔''

(سورۂ حج:۲۶تا۲۹)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ سے لقا کا شوق ہے تو مسلمان اس کے وسائل واسباب اختیار کرنے پر لامحالہ مجبور ہوگا۔ عاشق اور محب ہر اس چیز کا مشتاق ہوتا ہے جس کی اضافت اس کے محبوب کی طرف ہو۔ کعبہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے' اس لئے مسلمان کو قدرتی طور پر اس کا سب سے زیادہ مشتاق ہونا چاہئے' علاوہ اس اجروثواب کی طلب و احتیاج کے جس کا وعدہ بھی اس سے کیا گیا ہے۔''

(احیاء العلوم ج۱ ص۲۴۲)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی نکتے کو حج کی بنیادی حکمت بتاتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

''کبھی کبھی انسان کو اپنے رب کی طرف غایت درجہ اشتیاق ہوتا ہے اور محبت جوش مارتی ہے اور وہ اس شوق کی تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہے۔''

(حجۃ اللہ البالغہ: ج۱ ص۵۹)

یہ ہو سکتا تھا کہ وہ اس شوق ومحبت اور ان جذبات وکیفیات کی تسکین ان نمازوں کے ذریعے کر لیتا جو وہ دن میں کئی بار پڑھتا ہے۔ وہ نماز میں اپنے پیمانۂ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت وعشق کی اس تپش وبے قراری اور دل سوزی پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینٹے ڈال لیتا' لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کے لئے اس کے دل کو گرم اور آنکھوں کو نم ضرور کر سکتے ہیں' اس کی تشنگی کو دور نہیں کر سکتے۔ ان میں محبت کی اس تیز آنچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اس کے سینے میں بھٹی کی طرح سلگتی ہے اور اس کو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔

مادیت کے قفسِ زریں سے کائنات کی بیکراں وسعتوں میں:

اسی طرح اس کو روح کی پیاس بجھانے' سوزشِ دل کو آرام پہنچانے' نفس کی سرکشی کو لگام دینے اور اپنی مرغوبات و عادات کی ''وثنیت'' کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے میں رمضان سے بھی مدد مل سکتی تھی' اس لئے کہ اس وقت خلوئے معدہ اور احتیاط و پرہیز کی وجہ سے اس کی روح کو غذا ملتی ہے اور صفائی قلب نصیب ہوتی ہے' لیکن یہ بھی چند گنی چنی گھڑیاں ہیں جو اکثر ایسی چیزوں سے گھری رہتی ہیں جن سے روزے کا اثر برابر کمزور ہوتا رہتا ہے۔ اس کے چاروں طرف نفیس و مرغن کھانوں' انواع و اقسام کے ذائقوں اور راحت طلبی اور شکم پری کا ایسا ماحول بن جاتا ہے جو اس کو یکسو نہیں ہونے دیتا۔ اس کا معاشرہ (جو انکار و بغاوت اور غفلت و معصیت کا علمبردار بن چکا ہے) چاروں طرف سے اس کو اس طرح گھیرے میں رکھتا ہے جس طرح کوئی چھوٹا سا جزیرہ متلاطم و غضبناک سمندر میں گھرا ہوا ہو۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے اس کو ایک ایسی جرأت مندانہ بلکہ رندانہ و قلندرانہ جست کی ضرورت تھی جو اس کے طوق و سلاسل کو پاش پاش کر کے رکھ دے اور اس کو ایک ہی چھلانگ میں اپنے قدیم' تنگ و تاریک اور شکستہ و بوسیدہ قید خانے سے آزاد کر دے اور اس قدیم و فرسودہ پابند و اسیر' پابہ زنجیر' مصنوعی اور مشینی' مادی اور حسابی دنیا سے نکل کر ایک بالکل نو دریافت آزاد و بے کراں' اور وسیع و لامحدود عالم میں پہنچا دے' جہاں محبت کی فرماں روائی اور شوق کی حکمرانی ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ ہر قسم کی غلامی سے آزاد اور ہر نوع کی وثنیت و بت پرستی سے پاک ہو جاتا ہے۔ رنگ و نسل اور ملک و وطن کی مصنوعی حد بندیاں اور رقبے کی پیمائشیں اس کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ وحدتِ الوہیت' وحدتِ رزاقیت' وحدتِ انسانیت' وحدتِ عقیدہ' وحدتِ دعوت اور وحدتِ مقصد کا قائل ہوتا ہے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ایک آواز ہو کر خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہے اور یہ نعرہ لگاتا ہے:

''اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں' حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے زیبا ہیں' اور حکومت و بادشاہت بھی تیرا ہی حق ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

مسلمان کو ان نمازوں کے بعد بھی جن کو وہ روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے' اس رمضان کے بعد بھی جس میں وہ ہر سال روزے رکھتا ہے اور اس زکوٰۃ کے بعد بھی جو مالک نصاب ہونے اور سال گزرنے پر وہ ادا کرتا ہے' ایک ایسی فصل یا ایسے موسم کی ضرورت تھی جس کو ہم عشق و محبت کی فصل اور جنون و شوریدگی کا موسم بہار کہہ سکتے ہیں اور اہل جنوں اور اہل وفا کی قبلہ گاہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

عقل و مادیت کے پرستاروں کے خلاف نعرۂ بغاوت:

اس کو کبھی کبھی اپنی سنجیدہ و متین اور جامد عقل کے خلاف بھی بغاوت کی ضرورت پیش آتی ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں' اس لئے کہ جو زندگی بغاوت اور انقلاب کے بغیر گزر جائے' وہ کیا زندگی ہے؟ اس کو اس کی ضرورت ہے کہ عادات و اطوار' پسند و ناپسند' خود ساختہ قوانین' مصنوعی تہذیب' ظاہری تکلفات' رسمی وضع داریوں اور اس سخت و بے رحم سماج کے بندھے ٹکے نظام اور فرضی بندھنوں کو توڑ کر آزاد ہو جائے' زمام کار اس عقل سے لے کر' جو عرصے سے اس پر قابض ہے' تھوڑی دیر کے لئے جذبۂ دل اور رہوار شوق کے حوالے کر دے۔ کبھی اس طرح بادیہ پیمائی و صحرانوردی کرے جس طرح عشاق و محبین اپنے محبوب کے لئے کرتے ہیں' کبھی اس شوریدگی و آشفتہ سری کا مظاہرہ کرے جو اہل جنوں و اہل وفا کا شعار ہے' اس لئے کہ جس کو سوسائٹی' سماج اور رسم و رواج نے اپنا غلام بنالیا ہو' اس کو آزاد کون کہہ سکتا ہے؟ جو اپنی عادات و خواہشات اور مرغوبات کا اسیر ہو' اس کو موحد کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اسی طرح اس شخص کو مطیع و فرمانبردار اور وفا شعار کیسے کہا جاسکتا ہے جو ہمیشہ اپنی عقل پر اعتماد کرتا ہو؟ اور جب تک اپنی محدود اور مخلوق عقل کے پیمانے سے کسی چیز کو ناپ نہ لے اور اس کو محسوس اور مادی فوائد اس کے علم میں نہ آجائیں' اس میں کسی کام کا ولولہ اور اطاعت کا جذبہ ہی نہ پیدا ہوتا ہو' یہ حج اپنی مخصوص شکل کے ساتھ عقل اور مادیت کے پرستاروں اور نظم و ڈسپلن کے اسیروں کے خود ساختہ قوانین اور زندگی کی اس ''روٹین'' کے بالکل منافی ہے جس کے وہ دلدادہ ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر ایمان بالغیب اور حکم کو محض حکم سمجھ کر بے چون و چرا بجالانے کا جذبہ اور ملکہ پیدا ہو' اور اس عقل کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے اس منصب سے ہٹا دیا جائے جو ہر چیز کو منطق و فلسفے' بحث و مناظرے اور دلیل و حجت کے پیمانے سے ناپتی ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ منطق و استدلال سے کام لیتی ہے۔

امام غزالیؒ نے حج کی حقیقت اور روح کو (جس کو ایمان بالغیب اور مطلق امتثال امر سے تعبیر

کیا جاسکتا ہے) بڑے عجیب اور بلیغ انداز میں بیان کیا ہے اور اپنے موئے قلم سے اس کی دلکش اور دل آویز تصویر کھینچ دی ہے۔ انہوں نے دین کے اس اہم رکن کے قلب وجگر میں اتر کر اس کی بہت اچھی تشریح کی ہے اور اس کے مغز اور جوہر کو ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے جو بہت سے قدیم و جدید اہل فکر کی نظر سے رہ گیا تھا۔

وہ (امام غزالیؒ) لکھتے ہیں:

''اس (بیت اللہ کی) وضع اور شکل ایک شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے جہاں پر عشاق و اہل فراق ہر دشوار گزار اور دور دراز مقام سے افتاں و خیزاں' آشفتہ سر اور پراگندہ منہ ہو کر پہنچتے ہیں' رب البیت کے سامنے سرتسلیم خم کئے ہوئے' اپنی حقارت کا احساس لئے ہوئے اس کی عزت وجلال کے سامنے اپنے کو فراموش کئے ہوئے' اس علم و اعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند و برتر ہے کہ کوئی گھر اور چار دیواری اس کو گھیر سکے' یا کوئی شہر اس کا احاطہ کر سکے تا کہ ان کی عبودیت ورقت اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور اطاعت و انقیاد اور تسلیم ورضا میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔''

اسی لئے ان کو ایسے اعمال اور نقل وحرکت کا پابند کیا گیا ہے جن سے نہ نفس انسانی کا کوئی لگاؤ ہے' نہ عقل کی وہاں تک رسائی ہے' مثلاً رمی جمار (شیطان کو ایک خاص جگہ پر پہنچ کر پتھر مارنا) صفا ومروہ کے درمیان بار بار دوڑنا' اس قسم کے اعمال کمال عبودیت اور غایت درجہ فنائیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ایک قسم کی رحم دلی وغم خواری ہے۔ اس کا مفہوم بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور عقل بھی اس کو قبول کرتی ہے۔ روزہ نفس کشی اور ان خواہشات بشری کی سرکوبی کے لئے ہے' جن کو شیطان اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کرتا ہے اور اس میں دوسرے مشاغل کم کر کے عبادت میں انہماک و اشتغال کا پہلو واضح ہے۔ نماز میں رکوع وسجود اور ان افعال اور حرکات کے ذریعے جن سے تواضع کی روح پیدا ہوتی ہے' خدا کے سامنے اس کی کبریائی اور اپنے عجز کا اظہار ہے اور اس سے دلوں کو خاص لگاؤ محسوس ہوتا ہے' لیکن رمی جمار اور سعی اور اس طرح کے دوسرے اعمال ایسے ہیں جن سے دل کو کوئی حظ اور سرور حاصل نہیں ہوتا۔ طبیعت بشری بھی ان کی طرف مائل نہیں ہوتی اور عقل بھی ان کے معنی ومفہوم سے قاصر رہتی ہے۔ چنانچہ یہ عمل یا اقدام صرف اطاعت ہی کے جذبے سے کیا جاتا ہے' یہ سمجھ کر کہ یہ خدا کا ایک حکم ہے جو بہر صورت واجب الاتباع ہے اس سے مقصود عقل کو اس کے اختیارات سے محروم کر دینا اور نفس وطبیعت کو ان چیزوں سے دور رکھنا ہے جن سے اس کو لگاؤ اور انس پیدا ہو سکتا ہو' اس لئے کہ جب کوئی چیز عقل سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے تو طبیعت اس کی طرف خود بخود چلنے لگتی ہے اور طبیعت کا یہ رجحان خود اس عمل کا باعث اور محرک بن جاتا ہے اور اس میں کمال عبدیت اور مجرد اطاعت کی شان باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر خصوصیت سے یہ الفاظ کہے:

''لبیک حج پر سچے دل کے ساتھ
غلامی اور عبدیت کے جذبے کے ساتھ۔''

حج کے علاوہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عبادت حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی استعمال نہیں فرمائے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مخلوق کی نجات کا دارومدار اس پر رکھا ہے کہ ان کے اعمال اطاعت وانقیاد اور تسلیم وعبودیت کے طریقے اور سنت پر ہوں' اس لئے وہ اعمال وعبادات (جن کے اسرار ومعانی عقل انسانی کی دسترس سے باہر ہیں) تزکیہ نفوس اور رجحان وطبیعت' اخلاق و فضائل سے ہٹا کر عبودیت کاملہ سے روشناس کرنے میں زیادہ موثر ہیں۔ اس بات کی تہہ تک پہنچ جانے کے بعد یہ بات ہماری سمجھ میں خوب آجائے گی کہ ان افعال اور حرکات وسکنات پر تعجب دراصل ان عبادتوں کے مخصوص اسرار ومقاصد کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے اور حج کی اصل بنیاد اور حقیقت سمجھنے کے لئے انشاء اللہ اتنا ہی کافی ہے۔''

(احیاء العلوم جلد نمبر ا ص ۲۴۰)

رمی جمار کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کا مدار ی اطاعت محض اور مجرد امتثال امر پر ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اس سے مقصود مجرد امتثال امر ہے تا کہ مکمل عبودیت کا مظاہرہ ہو سکے۔ عقل اور نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

مزید برآں اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ ہے' اس لئے کہ ابلیس ملعون اسی جگہ ان کے حج میں شبہ پیدا کرنے یا کسی معصیت میں مبتلا کرنے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو کنکریاں ماریں تا کہ وہ ان کے پاس سے دفع ہو جائے اور ان کو ان سے کوئی توقع ہی باقی نہ رہ جائے۔ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ ان کے سامنے شیطان حقیقت میں آگیا تھا' اس لئے انہوں نے اس کو مارا' میرے سامنے تو شیطان نہیں ہے کہ میں ماروں' تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ یہ خیال بھی شیطان ہی کا پیدا کردہ ہے اور وہی ہے جس

نے یہ خیال تمہارے دل میں ڈالا ہے تا کہ شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کا جو عزم وارادہ تمہارے اندر تھا' وہ کمزور پڑ جائے۔

تم کو جاننا چاہئے کہ ظاہر میں تم جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مارتے ہو' لیکن حقیقت میں وہ کنکریاں شیطان کے منہ پر پڑتی ہیں اور اس کی کمر توڑ دیتی ہیں' اس لئے کہ اس کی تذلیل وتوہین سب سے زیادہ تعمیل حکم سے ہوتی ہے' جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اطاعتِ محض کے جذبے کے ساتھ ہو' نفس یا عقل کا اس میں کوئی حصہ نہ ہو۔''

(احیاء العلوم جلد نمبر ا ص ۲۴۳)

''جاننا چاہئے کہ یہ امتثال امر (یعنی قربانی) تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے' چنانچہ یہ حکم بھی فوراً بجالانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید رکھنی چاہئے کہ اس کے ایک ایک جزو کے بدلے میں تمہارا ایک ایک جزو آگ سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث میں اسی طرح آیا ہے' قربانی جتنی بڑی ہوگی اور اس کے اجزاء جتنے زیادہ ہوں گے' آگ سے فدیے بھی اسی قدر زیادہ ہو سکیں گے۔'' (احیاء العلوم جلد نمبر ا ص:۲۴۳)

حاجی حکم کا بندہ اور اشاروں کا غلام ہے:

حج اپنے سارے ارکان واعمال اور مناسک و عبادات کے ساتھ اطاعت محض' مجرد امتثال امر' بے چوں چرا حکم بجالانے اور ہر مطالبے کے آگے سر جھکا دینے کا نام ہے۔ حاجی کبھی مکہ میں نظر آتا ہے' کبھی منیٰ میں' کبھی عرفات میں' کبھی مزدلفہ میں' کبھی ٹھہرتا ہے' کبھی سفر کرتا ہے' کبھی خیمہ گاڑتا ہے' کبھی اکھاڑتا ہے' وہ حکم کا بندہ اور چشم و ابرو کا پابند ہے' اس کا خود نہ کوئی ارادہ ہوتا ہے' نہ فیصلہ' نہ انتخاب کی آزادی' وہ منیٰ میں اطمینان سے سانس بھی لینے نہیں پاتا کہ اس کو عرفات جانے کا حکم ملتا ہے' لیکن مزدلفہ میں رکنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ عرفات پہنچ کر وہ دن بھر دعا و عبادات میں مشغول رہتا ہے' غروب آفتاب کے بعد اس کو اس کا تقاضا ہوتا ہے کہ ذرا ستا لے اور رات کو یہیں رہ جائے' لیکن اس کے بجائے اس کو مزدلفہ جانے کا حکم ملتا ہے۔ وہ زندگی بھر نماز کا پابند رہا تھا' لیکن عرفہ میں اس کو اس کا حکم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز ترک کردے' اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے' نماز یا اپنی عادات کا بندہ نہیں' وہ یہ نماز مزدلفہ پہنچنے کے بعد عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہے۔ مزدلفہ میں اس کا خوب جی لگتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہاں جی بھر کر ٹھہرے' مگر اس بات کی اجازت بھی اس کو نہیں ملتی اور اس کو منیٰ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سب انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے بعد تمام عشاق و اہل محبت' اہل دل اور اہل طلب کی زندگی کا طرز یہی تھا' کبھی سفر' کبھی قیام' کبھی وصل' کبھی ہجر' نہ عادت کی غلامی' نہ ذوق کی اسیری' نہ خواہش کی تابعداری' نہ شہوت کے آگے سپر اندازی۔

رحمت خداوندی کو متوجہ کرنے میں زمان و مکان کا حصہ:

اس کے لئے سب سے موزوں اور مناسب جگہ یہی تھی جہاں اہل محبت کے پیشوا' مخلصین کے امام اور اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محب' محبوب اور مقرب بندے نے اخلاص ومحبت' وفاداری و جاں نثاری اور ایثار و قربانی کی ایسی دل آویز اور حیرت انگیز کہانی پیش کی جو پاکیزہ محبت' بے غرض وفاداری اور صدق واخلاص کی تاریخ میں سب سے زیادہ تابناک اور دلفریب ہے' اس کے بعد جتنے انبیاء کرام' موحد ومخلص اور عاشق صادق پیدا ہوئے' وہ سب اپنے اپنے دور میں انہی کے نقش قدم پر چلتے رہے' ان کی ایک ایک ادا کی نقل کرتے رہے اور صدق وفا کی وہی کہانی دہراتے رہے۔ انہوں نے اسی طرح بیت اللہ کا طواف کیا' صفا ومروہ کے درمیان سعی کی' عرفات میں ٹھہرے' مزدلفہ میں رات گزاری' جمرات میں کنکریاں ماریں اور منیٰ میں قربانی کی۔

اس طرح زمان ومکان میں کہانی کی ان فصلوں میں جو برابر دہرائی جاتی رہی ہیں' ان اعمال میں جن میں ان کی تقلید جاری ہے' محبت کے ان جاں نواز اور روح پرور جھونکوں میں جن سے حجاج از سرنو تازگی حاصل کرتے ہیں' اس وقت ذوق وشوق میں جس میں وہ ہمہ وقت ڈوبے رہتے ہیں' امت کے ان مختلف طبقوں اور جماعتوں کی صحبت میں جن کی رفاقت ان کو میسر آتی ہے' اس دینی اور روحانی اجتماع میں جس کی نظیر روئے زمین پر کہیں نہیں ملتی اور ذکر ودعا' تلبیہ اور استغفار کے دل آویز زمزموں میں جو ہر وقت اس فضا میں گونجتے رہتے ہیں اور دل میں بس جاتے ہیں' وہ چیز اب بھی موجود ہے جو مردہ دلوں کو حیات نو بخشتی ہے' پست ہمتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے' مضمحل وافسردہ نفوس کو نئی زندگی عطا کرتی ہے اور عشق کی دبی ہوئی چنگاری کو پھر سے بھڑکا دیتی اور چھیڑ دیتی ہے' جو بجھنے کے قریب تھی یا بجھ چکی تھی' رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور اس میں جوش پیدا کرتی ہے۔

مسلمانوں کے اس عظیم الشان اجتماع اور اہل ایمان کی دعاؤں میں رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی جو خاصیت ہے اور اس کی بدولت سخت سے سخت دل والوں کو زندگی وحرکت اور ذوق وشوق کی جو کیفیت حاصل ہوتی ہے' اس کی طرف بہت سے اہل نظر واہل دل علمائے اسلام نے بھی توجہ کی ہے۔

☆☆..........☆☆

توبہ اور اس کی ضرورت

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی تعلیمات کی روشنی میں توبہ کے حوالے سے جناب محمد اقبال قریشی صاحب کی نادر تحقیق

محمد اقبال قریشی

توبہ کی فضیلت میں آیات مبارکہ:

۱:......"یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔"

(البقرہ:۲۲۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان شب و روز بارگاہ ایزدی میں توبہ و استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

۲:......"اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔"

(التحریم:۸)

فائدہ: "توبوا الی اللہ" وجوب توبہ خالصہ پر نص ہے۔ (مسائل السلوک)

۳:......"مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آوے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا۔" (الفرقان:۷۰)

فائدہ: اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے بیان فرمایا ہے کہ توبہ قبول ہونے کی شرط ایمان ہے، کیونکہ کافر کی توبہ مقبول نہیں، ہاں باقی خود گناہ معاف ہونے کے لئے عمل صالح کی ضرورت نہیں، تبدیل سیئات بہ حسنات میں اس دوسری شرط کی ضرورت ہے۔

(تیسیر الاصلاح ص:۱۴)

توبہ کی فضیلت میں احادیث مبارکہ:

۱:......"جس شخص نے گناہ کے بعد توبہ کرلی، وہ گناہ پر ہٹ کرنے والوں میں سے نہیں، گناہ گار تو سب ہیں مگر ان میں اچھے وہ ہیں جو گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں۔" (تفصیل التوبہ ص:۲۰)

۲:......"قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم اس قدر خطائیں کرو کہ تمہاری خطائیں آسمان اور زمین کے خلا کو بھر دیں اور پھر تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو تو بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بخش دیں گے۔"

(الاستبصار فی فضل الاستغفار)

۳:......"گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔"

توبہ کی حقیقت:

توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنے اور بعید سے قریب کی طرف لوٹ آنے کے ہیں۔

(تبلیغ دین ص:۱۹۴، اردو، امام غزالیؒ)

شرعی اصطلاح میں معصیت سے طاعت کی طرف لوٹنے اور رجوع ہونے کا نام توبہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "التوبة ندم" یعنی توبہ ندامت اور شرمندگی کا نام ہے۔ بہرحال توبہ کی روح اور حقیقت وہ اندرونی ندامت اور دلی شرمندگی ہے جو گناہ پر پچھتاوے سے انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ روحانی نفسیات کے ماہر علمائے اہل باطن نے ندامت و شرمندگی کے اس مقام اور درجہ کی نشاندہی فرمائی ہے جو توبہ کے سلسلہ میں معتبر اور مقصود ہے: "وهو تحرق الحشا على الخطا وتالم القلب على اللميم" یعنی ندامت دل کی اس بے کلی اور باطن کی اس سوزش کا نام ہے جو کسی غلطی اور قصور پر انسان میں پیدا ہوتی ہے۔

توبہ کی ماہیت:

خطا کو یاد کرکے دل دکھ جانا اور اس کے لئے لازم ہے اس گناہ کو ترک کردینا اور آئندہ پختہ ارادہ رکھنا کہ اب نہ کریں گے اور خواہش کے وقت نفس کو روکنا۔ (تعلیم الدین ص:۱۱۰)

توبہ تمام اعمال کی بنیاد ہے:

مسلمان ہونے کے معنی "توبه عن الشرك والكفر" کے ہیں، اس طرح توبہ اول

الاعمال ہوئی' کیونکہ اسلام لانے کے بعد ہی تمام اعمال صالحہ قبول ہوتے ہیں۔

ہمیں ہر وقت توبہ کی ضرورت ہے:

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارا کوئی وقت گناہ سے خالی نہیں' کیونکہ گناہ کا خلاصہ ہے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنا۔ اب دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کس کس بات کا حکم کیا ہے؟ اور کن کن کاموں سے منع فرمایا ہے؟ اور ہم ان میں سے کتنے امور سے بچتے ہیں؟ تو معلوم ہوگا کہ ہمارا کوئی وقت گناہوں سے خالی نہیں' لوگوں نے صرف گناہوں کی موٹی موٹی فہرست چوری' زنا' جوا وغیرہ یاد کر رکھی ہے' گناہ کی حقیقت کی خبر نہیں۔ (تفصیل التوبہ ص:۵)

اس لئے ہمیں ہر وقت توبہ کی ضرورت ہے۔

اعمال میں نورانیت پیدا ہونے کے لئے توبہ کی ضرورت ہے:

گناہ میں یہ خاصہ ہے کہ حق تعالیٰ کی یاد سے دل گھبراتا ہے جیسے مجرم حاکم کے سامنے جانے سے گھبراتا ہے' چاہے وہ کچھ بھی نہ کہے' ایک مرتبہ گڑگڑا کر وظیفہ پڑھئے اور تلاوت کیجئے' پھر تو لئے' میں بقسم کہتا ہوں کہ زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ اس وقت فرحت و شگفتگی ہوگی اور امید قوی ہوگی فضل کی۔ (اوّل الاعمال ص:۲۲)

پس کسی طاعت کی قبولیت کے لئے توبہ عن المعاصی شرط نہیں' لیکن عمل کی نورانیت کے لئے توبہ عن المعاصی شرط ہے' ورنہ اعمال میں نورانیت نہ ہوگی۔ (اوّل الاعمال ص:۲۹)

اور اگر اعمال میں نورانیت نہ ہوگی تو اس محرومی کی بنا پر ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوگا۔

(اوّل الاعمال ص:۳۰)

آفات ارضی و سماوی کا اصلی سبب دراصل ہمارے گناہ ہیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بے شک بندہ رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اس برائی کے سبب جو وہ کرتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج کل ہم پر جو نئے نئے مصائب آ رہے ہیں' ان کا اصلی سبب ہمارے گناہ ہیں۔

جب میں کہتا ہوں الٰہی صورت احوال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ

بعض لوگوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: ہائے ہم سے کون سا گناہ ہوگیا ہے' جس کا یہ سبب ہے؟ اس پر حکیم الامت تھانوی قدس سرہ' نے فرمایا کہ: مجھے لوگوں کی اس حرکت پر تعجب ہے کیونکہ ہم میں وہ کون ہے کہ ہر وقت کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا نہیں رہتا؟ تو تعجب تو آفات میں مبتلا نہ رہنے پر کرنا چاہئے تھا۔ (ترک المعاصی ص:۱۵)

حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرو۔"

حق تعالیٰ شانہ کی رحمت و عنایت ملاحظہ کیجئے کہ یوں نہیں فرمایا کہ بالکل گناہ ہی نہ کرو' بلکہ یہ فرمایا کہ اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کرو۔

(ضرورت التوبہ ص:۳۴)

جب تک مرض کی اصلی جڑ کا استیصال نہ کیا جائے' مرض نہ جائے گا' پس جب تک کہ معصیت نہ چھوڑیں گے' ان بلاؤں سے خلاصی نہیں ہو سکتی۔

(الاستغفار ص:۱۲)

توبہ نہ کرنے کے اسباب:

۱:...... گناہ کا لذیذ معلوم ہونا: بعض لوگ معصیت اس لئے ترک نہیں کرتے کہ:

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

کیوں صاحب! اگر کوئی شخص آپ کو زہر بھرا لڈو لا کر دے تو کیا اپنے قول کے موافق وہاں بھی یہی کہو گے کہ کل کے دن کی کیا خبر کیا گزرے؟ اب تو لڈو کھانے کو ملتا ہے' یا اس کے انجام بد پر نظر کر کے اس کو ترک کر دو گے؟ تو کیا قیامت آپ کے نزدیک کل سے کچھ زیادہ دور ہے؟ صاحبو! کل کے چار بجے تک تو چوبیس گھنٹے یقینی ہیں اور قیامت کے متعلق تو چوبیس منٹ کی بھی خبر نہیں' اس لئے کہ:

"شاید ہمیں نفس کہ نفس واپسیں شود"

(ترک المعاصی ص:۱۵)

۲:...... تقدیر کا بہانہ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو تقدیر میں لکھا ہے' وہ ضرور ہو کر رہے گا' پھر نہ طاعت سے کچھ فائدہ' نہ گناہ سے کچھ ضرر۔ مگر تعجب یہ ہے کہ تقدیر دنیا کے کاموں میں کہاں چلی جاتی ہے؟ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے تقدیر کے بھروسے کھانا چھوڑ دیا ہو۔ (تفصیل التوبہ ص:۲۱)

۳:...... حق تعالیٰ کے غفور و رحیم ہونے پر بھروسہ: ایک مانع توبہ یہ ہے کہ بندہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ غفور و رحیم ہیں' ان کو ہمارے گناہ بخش دینا کیا مشکل ہیں؟ مگر ہم نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ خدا کی رحمت کے بھروسے پر اس نے زہر کھا لیا ہو۔

۴:...... توبہ کے بعد پھر گناہ ہو جانے کا خوف: بعض لوگ توبہ اس لئے نہیں کرتے کہ شاید آئندہ توبہ ٹوٹ جائے اور پھر گناہ ہو جائے' حالانکہ صدق دل سے اگر توبہ کی جائے تو وہ مقبول ہو جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ توبہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ کر لے۔ حق سبحانہ کی رحمت بے انتہا ہے' حدیث میں ہے سبحان اللہ!

دن میں ستر مرتبہ توبہ شکنی کو بھی گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں فرمایا۔ خوب کہا:

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر وبت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومید نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

۵:......آخر عمر میں توبہ کا عزم: بعض لوگ اس لئے توبہ نہیں کرتے کہ ابھی تو ساری عمر پڑی ہے' بڑھاپے میں توبہ کرلیں گے' لیکن کیا خبر بڑھاپا بھی آئے گا؟ شاید ہمیں نفس کہ نفس واپسیں شود' حالانکہ انسان کو ایک سیکنڈ کا پتا نہیں' اس لئے فوراً توبہ کرلینا چاہئے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

۶:......گناہ کا علم نہ ہونا: بعض لوگ اس لئے توبہ نہیں کرتے کہ ان کو خبر بھی نہیں کہ ہم سے کون کون سے گناہ ہورہے ہیں؟ ان کو چاہئے کہ اخلاق کی کتابیں پڑھیں یا کم از کم مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کا رسالہ "گناہ بے لذت" دیکھ لیں۔

۷:......توبہ کے بھروسے پر گناہ: بعض لوگ اس لئے گناہ کرتے ہیں کہ جب توبہ کریں گے تو وہ محو ہوجائے گا' حالانکہ جس گناہ کے وقت آئندہ توبہ کرنے کا قصد ہو' وہ توبہ مقبول نہیں' دیکھو تم پٹی بندھوانے کے خیال سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا۔

۸:......اپنے گناہوں کو بڑا سمجھنا: بعض لوگ اس خیال سے توبہ نہیں کرتے کہ ہم نے پہاڑ جیسے عظیم گناہ کئے ہیں' وہ کیسے معاف ہوسکتے ہیں؟ حالانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہ کفر وشرک جیسے گناہ بھی توبہ سے معاف کردیتے ہیں' پھر گناہ کیوں معاف نہ فرمادیں گے؟ ان کا کام ہی مغفرت فرمانا ہے۔

ہر گناہ کی توبہ الگ ہے:

پہلے سب گناہوں سے پوری طرح توبہ کرے اور اگر کوئی عبادت' جو اس کے ذمہ واجب تھی' جیسے نماز' روزہ وغیرہ' چھوٹ گئی ہو تو اس کی قضا ادا کرے اور اگر لوگوں کے اس کے ذمہ کچھ حقوق ہوں تو ان کی ادائیگی کی فکر میں لگ جائے یا حق والوں سے معاف کرائے۔ (تسہیل قصد السبیل ص:۵)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توبہ سے نماز' روزہ وغیرہ علی الاطلاق معاف ہوجاتے ہیں' یہ غلط ہے بلکہ ان کے ادا نہ کرنے سے جو گناہ ہوا تھا' وہ گناہ معاف ہوجاتا ہے' ان کی قضا ادا کرنا ضروری ہے' اسی طرح حقوق العباد بغیر مستحق کو ادائیگی یا اس سے معاف کرائے بغیر محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کا التزام حقوق اللہ سے زیادہ کرنا چاہئے' کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کی وسیع وبے پایاں رحمت سے ہر وقت امید عفو ومغفرت ہوسکتی ہے' لیکن بندوں سے ایسی توقع محال ہے۔ اکثر لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں' حقوق العباد کے معاملہ میں بڑی احتیاط لازم ہے۔

طریق تحصیل توبہ:

قرآن وحدیث میں جو وعیدیں گناہوں پر آئی ہیں' ان کو یاد کرکے سوچے' اس سے گناہ کرنے پر دل میں سوزش پیدا ہوگی۔ (تعلیم الدین ص:۱۱۰)

قبولیت توبہ کی علامت:

قبولیت توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس گناہ کا نقش بالکلیہ ذہن سے محو ہوجائے' محو ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ اس کا اثر خاص یعنی قلق طبع نہ رہے' گو یاد بھی رہے اور قلق اعتقادی بھی رہے۔

(انفاس عیسیٰ ص:۱۹۱' شریعت وطریقت ص:۱۴۴)

توبہ کا مسنون طریقہ:

حدیث میں ہے کہ جب گناہ ہوجائے' دو رکعت نماز پڑھو' پھر حق تعالیٰ سے دعا مانگو' الحاح وزاری کرو' رونا آئے تو رونے کی صورت بنا کر مانگو' پھر حق تعالیٰ سے دعا مانگو کہ: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کردے۔ (اول الاعمال ص:۴۲)

یہ دعا تین مرتبہ پڑھنا احادیث میں منقول ہے:

"اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک اپنے عمل سے زیادہ امید کی چیز ہے۔"

ابقاء توبہ کا طریق:

سونے کے وقت عذاب الٰہی کا تصور کیجئے اور اپنے دن بھر کے گناہ یاد کیجئے' سوچئے کہ مجھ سے باز پرس ہوگی تو کیا جواب دوں گا؟ اس گناہ پر یہ عذاب تیار ہوگا تو اس سے نجات کیونکر ہوگی؟ اس سے خوف پیدا ہوگا اور توبہ کی توفیق ہوگی۔ بس توبہ کرکے سو جائیے' پھر صبح کو یاد رکھئے کہ رات حق تعالیٰ شانہ سے یہ عہد کیا تھا اور نگرانی رکھئے کہ اس کے خلاف نہ ہونے پائے' اگلے دن رات کو پھر ایسا کیجئے' اگر دن میں کچھ عہد شکنی ہو تو عذاب الٰہی کو یاد کرکے اس سے توبہ کیجئے' پھر صبح کو یاد رکھئے' اس طرح چند روز کیجئے' دیکھیں کہ کب تک توبہ ٹوٹتی ہے اور ابقاء توبہ نہیں ہوتا۔

(اول الاعمال ص:۴۵)

حق سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو خالص سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہماری توبہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔ "انہ ھو التواب الرحیم"

☆☆......☆☆

صاحبزادہ طارق محمودؒ کی

چند حسین یادیں

مولانا محمد علی صدیقی

راقم الحروف' سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۱۴۲۷ھ کی تیاری کے سلسلہ میں خوشاب' میانوالی اور بھکر اضلاع کے دورہ پر تھا کہ ۱۸/شعبان ۱۴۲۷ھ کو عزیزم جمال عبدالناصر شاہد نے دفتر ختم نبوت ملتان سے اطلاع دی کہ صاحبزادہ طارق محمود صاحب انتقال کر گئے' یہ سن کر بے ساختہ زبان پر "انا للہ وانا الیہ راجعون" جاری ہوگیا' حلقہ کا کام سمیٹ چکا تھا' اس لئے چناب نگر کے لئے واپسی کا سفر کرنا تھا' لیکن یہ خبر سننے کے بعد چناب نگر کی بجائے بذریعہ نیو خان ایکسپریس' فیصل آباد کے لئے روانہ ہوا' بس فیصل آباد کی طرف رواں دواں تھی اور بندہ' صاحبزادہ صاحب کی یادوں میں کھویا ہوا تھا' صاحبزادہ صاحب سے سب سے پہلی ملاقات خانقاہ سراجیہ کندیاں میں ہوئی' جب ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت چل رہی تھی' حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کے انتقال پر ملال کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس تھا' بندہ ان دنوں خانقاہ سراجیہ میں درجہ فارسی کا طالب علم تھا اور حضرت اقدس پیرومرشد خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر خانقاہ میں آنے والے مہمانوں کے قیام و طعام کی ذمہ داری تھی۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سمیت مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کئی رہنما وہاں تشریف لائے' جن میں صاحبزادہ طارق محمود صاحب بھی شامل تھے' صاحبزادہ صاحب حضرت اقدس مدظلہ کی خصوصی شفقت کا محور تھے' حضرت اقدس مدظلہ العالی نے خصوصی طور پر خانقاہ سراجیہ کے حالات پر لکھی ہوئی کتاب "تحفہ سعدیہ"، بہت ہی خوبصورت کپڑوں کا ایک جوڑا اور خوشبو حنا صاحبزادہ صاحب کو ہدیہ میں دی' پھر اس کے بعد سال میں ایک بار سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ملاقات ہوتی رہی اور پھر یہ ملاقاتیں ہر سال محبت اور تعلق میں اضافہ کرتی گئیں' ایک بار صاحبزادہ صاحب کسی مجبوری کی بنا پر کانفرنس میں تشریف نہ لا سکے' اگلے سال حضرت اقدس دامت برکاتہم جب کانفرنس میں تشریف لائے اور صاحبزادہ صاحب کو دیکھا تو محبت بھرے انداز میں سینے سے لگایا اور فرمایا: "اگر اس سال بھی نہ آتے تو میں سیدھا فیصل آباد آپ کو لینے آتا" اس جملہ پر صاحبزادہ صاحب سمیت تمام احباب آب دیدہ ہوگئے۔

راقم ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۲ھ میں دورۂ حدیث مکمل کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ بنا' کچھ عرصہ بہاولنگر' چناب نگر میں تربیتی وقت گزارنے کے بعد راولپنڈی میں تقرری ہوئی' جہاں میرے لئے ایک مشفق مولانا عبدالرؤف الازہری رحمۃ اللہ علیہ تھے' اس کے علاوہ صاحبزادہ صاحب کی مہربانیاں تو از حد درجہ کی تھیں' آپ کا آبائی علاقہ ہری پور ہزارہ تھا' وقتاً فوقتاً ہری پور آتے یا راولپنڈی' فیصل آباد سے آتے یا ہری پور سے بندہ کے پاس راولپنڈی ضرور تشریف لاتے' دفتر ختم نبوت سرکلر روڈ آ کر راقم کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پیتے اور وہ بھی تیز پتی کی اور ہر گھونٹ پر داد دیتے کہ: واہ! کیا خوب چائے ہے' اس کو احراری چائے کہتے ہیں' مزہ آ گیا' سفر کی تھکاوٹ دور ہوگئی' پھر راولپنڈی یا اسلام آباد کسی واقف کار سے ملنا ہوتا تو بندہ کو ہمراہ رکھتے' اُن واقف کار سے ملاقات کرتے تو بہت ہی اچھے انداز میں تعارف کراتے ہوئے ان سے کہتے کہ یہ ہمارا سرمایہ ہیں' ان کا خیال رکھئے گا۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے حوالے سے سابق صدر غلام اسحاق خان کے دور میں تحریک چل رہی تھی تو مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد کے احباب نے کانفرنس رکھی' جس میں صاحبزادہ صاحب کو بھی مدعو کیا' وہ راولپنڈی تشریف لائے' بندہ کو ساتھ لیا اور کانفرنس میں شرکت کی' وہاں اپنے بیان سے قبل میرا بیان کروایا اور پھر اپنا بیان یوں شروع کر کے بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ: جہاں سے میرے عزیز مولانا محمد علی صدیقی نے بیان ختم کیا' میں وہاں سے آگے بیان کو لے کر چلتا ہوں' اور پھر شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کی اہمیت کو بیان کیا اور سابقہ حکومت کی قادیانیت نوازی کا پردہ چاک کیا۔

بندہ جو کچھ لکھ لیتا ہے' اس میں صاحبزادہ صاحب کا بہت بڑا کردار ہے' شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے سلسلہ میں جاری' جس تحریک کا تذکرہ کیا گیا ہے' اس کے دوران بندہ نے ایک بے ربط سا

مضمون ہفت روزہ ''لولاک'' کو فیصل آباد روانہ کیا' جس میں دس پوائنٹ لکھ کر جناب صدر صاحب کی توجہ قادیانیوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے عرض کیا کہ کیا ان کی وجہ سے وہ مسئلہ حل نہیں کر رہے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس مضمون کو نوک پلک درست کر کے راقم کے نام سے اس عنوان سے شائع کیا: ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے۔''

صاحبزادہ صاحب بہت ہی زندہ دل انسان تھے' لیکن اسی دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئے' خطابت کے فن سے انہیں لگاؤ ہی نہیں بلکہ عشق تھا' ایک بہترین مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں شعر و شاعری کا بھی عمدہ ذوق تھا اور اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے:

دل گلستاں تھا تو آنکھوں سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

صاحبزادہ صاحب نے تصنیف کے میدان میں قدم رکھا تو ۵۰ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' شائع کیا جو درحقیقت دفتر ختم نبوت لاہور میں دو گھنٹے کی ایک فکری نشست کا نچوڑ تھا' اس رسالہ کی بہت پذیرائی ہوئی' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا کی فرمائش پر انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے قلم اٹھایا اور پھر جو اُن کے قلم نے جولانی دکھائی تو ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' کے نام سے ۵۷۷ صفحات پر مشتمل کتاب منظر عام پر آئی' انہوں نے اس کتاب کے پانچ ابواب قائم کئے' پہلے باب میں قادیانیوں کی تحریروں سے ثابت کیا کہ قادیانیت' اسلام کے متوازی ایک الگ دین ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پوری کتاب میں قادیانیوں کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ قادیانیت ایک سیاسی گروہ ہے' مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں' اور اگر اس کا کوئی تعلق ہے بھی تو تل ابیب کے یہودی استعمار سے ہے۔

امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے اس کتاب کے بارے میں رائے دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ یہ کتاب قادیانیت کے سیاسی احتساب کا انسائیکلوپیڈیا معلوم ہوتی ہے' اور مزید تحریر فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے والد مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ اس کتاب پر وکیل ختم نبوت جناب راجہ ظفر الحق صاحب نے مقدمہ لکھا' ایک دن فجر کی نماز کے بعد دفتر ختم نبوت راولپنڈی میں صاحبزادہ صاحب کا فون آیا کہ اسی وقت اسلام آباد میں راجہ ظفر الحق صاحب کے مکان پر جائیں' راجہ صاحب نے ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' کا مقدمہ لکھا ہے' یہ مسودہ مسجد حنیفیہ محلہ اکال گڑھ راولپنڈی میں حافظ عبدالرحمٰن بن مولانا محمد رمضان علوی مرحوم کو دیں' وہ مجھے فیصل آباد پہنچا دیں گے' مجھے مکان کا ایڈریس سمجھایا' چنانچہ بندہ گیا' راجہ صاحب سے کتاب وصول کی اور حسب حکم مسودے و مقدمہ سمیت صاحبزادہ صاحب تک پہنچائی گئی۔

صاحبزادہ صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے' اپنے والد مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مسلک حقہ پر کاربند ہوتے ہوئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ کے مشن کو اس خوبی سے پورا کیا کہ تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات یہ محسوس کرتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب کی تمام تر توجہ انہی کی طرف ہے۔

۱۹۹۴ء میں بندہ مجلس کی طرف سے کراچی میں تعینات تھا' مجلس کے فیصلہ کے مطابق صاحبزادہ صاحب سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے' کانفرنس سے فارغ ہو کر اپنے دل کی تڑپ لے کر حجاز مقدس عمرہ کے لئے حاضر ہوئے' حرم مکہ' حرم مدینہ اور روضۂ اطہر پر حاضری دے کر اس سفر کو قلم بند کیا اور پھر کتابی شکل میں اس کو منظر عام پر لائے تو اس میں بندہ کے تذکرہ کو شامل رکھا' میں نے پڑھا تو سوچا کہ جب تحریر میں یاد رکھا تو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی مجھ سمیت جماعتی دوستوں کے تذکرے کے ساتھ پیش ہوئے ہوں گے۔

شہیدان ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت پر کراچی تشریف لائے' ہمارے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ہلکی پتی کی چائے استعمال کرتے ہیں جبکہ صاحبزادہ صاحب کڑک چائے پیتے تھے' جب چائے آتی تو ناظم اعلیٰ صاحب کے مزاج کے مطابق ہوتی جبکہ صاحبزادہ صاحب کے مزاج کے بالکل برعکس' لیکن وہ چائے پینے کے باوجود ان کے چہرے پر کسی قسم کے منفی تاثرات بالکل نہیں ہوتے' بندہ چونکہ مزاج آشنا تھا' اس لئے آہستگی سے پوچھا تو فرمانے لگے کہ چائے میں مزہ ہی نہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ: میں بنا کر لاؤں؟ فرمایا: ابھی نہیں' پھر کچھ دیر بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے چائے لانے کے لئے فرمایا تو بندہ الگ الگ چائے بنا کر لے گیا' حضرت کے لئے الگ اور صاحبزادہ صاحب کے لئے الگ' جب تیز کڑک چائے صاحبزادہ صاحب کو پیش کی تو مولانا نے فرمایا: یہ کیا؟ لیکن صاحبزادہ صاحب چسکی لے کر فرمانے لگے کہ مزہ آ گیا' صاحبزادہ صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گھر کے علاوہ مزاج کے مطابق اگر چائے ملتی ہے تو صرف اور صرف خانقاہ سراجیہ میں حضرت اقدس خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کے یہاں۔

صاحبزادہ صاحب باضابطہ عالم نہ تھے' مگر

مولانا تاج محمودؒ سے فرزندی نسبت اور ان کی تربیت' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ کی محبت اور جناب شورش کاشمیریؒ کی رفاقت نے انہیں ایک بہترین علامہ اور سلجھا ہوا خطیب بنادیا تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھ کر آپ نے جو محنت کی کہ وہ "صدائے محراب" اور دیگر کتابوں کی شکل میں عوام اور علماء کے سامنے ہے' بندہ نے کئی خطباء کو ان کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے دیکھا' اپنے والد محترم کی سوانح عمری لکھ کر انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کا بھرپور حق ادا کیا' اور یہ صرف سوانح عمری ہی نہیں ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لازوال تاریخ اور تحریک بھی ہے' جو آئندہ نسل کے ایمان کو جلا بخشے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ صاحبزادہ صاحب کے قلم سے لاتعداد مضامین نکلے۔ "لولاک" جب تک ہفت روزہ کی شکل میں فیصل آباد سے نکلتا تھا اور پھر جب ماہنامہ کی صورت میں ملتان سے نکلنا شروع ہوا تو اس میں آپ نے جو کچھ لکھا' وہ جمع کرنا ہم پر قرض ہے' امید کرتا ہوں کہ آپ کی اولاد ان ذخائر کو جمع کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کے شائع کرنے کا انتظام بھی کردے گا انشاء اللہ!

صاحبزادہ صاحب خاصے عرصے سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے' لیکن پھر بھی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے اسٹیج کے روح رواں ہوتے' عارضہ قلب کے باوجود بھی آپ کی گھن گرج دشمنان رسول کے خرمن پر بجلی گراتی اور شمع ختم نبوت کے پروانوں کے ایمان میں اضافہ کرتی۔

امسال بھی ختم نبوت کانفرنس اور رد قادیانیت کورس کے تمام شرکاء آپ کے منتظر تھے' شرکائے کورس کے لئے تو وقت بھی عنایت فرمادیا تھا' لیکن کیا خبر تھی کہ آپ اس وقت سے پہلے ہی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا' چاہے دوست احباب آوازیں دیں یا بیٹا بیٹی ابو ابو پکاریں یا ساری زندگی کی رفیقہ حیات صدا دے۔

۱۲/ستمبر کو بعد نماز ظہر آپ کا انتقال ہوا اور ۱۳/ستمبر کو صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے پرنم آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز میں نماز جنازہ پڑھائی' فیصل آباد کے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات اور ملک بھر سے جماعتی احباب جن کو بروقت اطلاع ہوگئی' نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور اپنے محبوب راہنما کو کندھا دیا۔ حضرت الامیر مدظلہ اپنی علالت کی بناء پر تشریف نہ لاسکے' آپ کی نیابت حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے کی۔

بندہ جب بھی صاحبزادہ طارق محمود صاحب کے ہمراہ ہوتا تو جہاں خود تشریف فرما ہوتے وہیں اپنے قریب ہی مجھے جگہ دیتے' چنانچہ تدفین کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ اژدھام کثیر ہونے کے باوجود جب آپ کو قبر میں اتارا جانے لگا تو بندہ آپ کے قدموں کی جانب تھا اور قدموں کی طرف سے آپ کو لحد میں اتارنے کی سعادت راقم کے حصہ میں آئی' جن دنوں صاحبزادہ صاحب کا انتقال ہوا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی حرمین شریفین کے سفر پر تھے اور مدینہ منورہ میں تھے' ان کو مدینہ منورہ موبائل پر فون کرکے اطلاع دی' مسجد نبوی میں دعا کرائی اور بارگاہ رسالت مآب میں بھی عرض کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین۔

شامیں اداس اداس صبح بجھی بجھی
شاید کہ شہر چھوڑ کر حضرت چلے گئے

☆☆..........☆☆

سرگودھا کے گردونواح میں شبانِ ختم نبوت کے رہنماؤں کا تبلیغی دورہ

سرگودھا (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ضلعی امیر حضرت مولانا مفتی نور محمد مدظلہ استاذ الحدیث مفتاح العلوم کی سرپرستی میں بمعیت حضرت مولانا محمد رمضان صاحب خطیب چک ۹۹ شمالی و امیر جماعت حلقہ شاہین آباد سرگودھا اور شبانِ ختم نبوت کے ۲۵ اراکین' دودھ قصبہ سرگودھا میں تبلیغی دورہ کیا گیا۔ مولانا مفتی نور محمد صاحب نے پانچ پانچ آدمیوں کی ٹولیاں بنائیں جنہوں نے قصبہ کے پورے بازار میں مسلمان دکانداروں سے ملاقات کی۔ اس قصبہ میں قادیانیوں نے لاکھوں روپے خرچ کرکے ایک دعوت کا اہتمام کیا تھا جس میں سادہ لوح مسلمانوں نے بھی شرکت کی تھی۔ مولانا مفتی نور محمد نے ان تمام مسلمانوں کی ایک ایک دکان پر گستاخ رسول قادیانیوں کا مذہبی پوسٹ مارٹم کیا اور لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ اس دورہ کے دوران تقریباً پانچ سو افراد سے ملاقات کی گئی اور انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مفہوم سمجھایا گیا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے وعدہ کیا کہ ہم آئندہ قادیانیوں کے دام تزویر میں نہیں آئیں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد انہوں نے وہاں ایک جلسہ کا بھی اہتمام کیا۔ مولانا مفتی نور محمد کی خواہش پر اب ہر مہینہ ۲۰'۲۵ نوجوانوں کا گروپ کسی نہ کسی موضع میں جہاں قادیانی ایکٹو ہوں' جایا کرے گا اور لوگوں کو قادیانیوں کے طریقہ واردات سے آگاہ کرے گا' اس مقصد کے تحت آئندہ دورہ کے لئے چک این جنوبی کا انتخاب کیا گیا۔

☆☆..........☆☆

فرماگئے یہ ہادیؑ لانبی بعدی

فرماگئے یہ ہادیؑ لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام

چوبیسویں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

زیر سرپرستی: مخدوم المشائخ' خواجہ خواجگان' حضرت مولانا **خان محمد** دامت برکاتہم' کندیاں شریف' میانوالی

قطب وقت' حضرت اقدس مولانا **سید نفیس شاہ** الحسینی مدظلہ العالی' لاہور

زیر صدارت: مفکر ختم نبوت' مجاہد ملت
حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ملتان' پاکستان

زیر نگرانی: فاتح گوہر شاہی
حضرت **علامہ احمد میاں حمادی** مدظلہ العالی
صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

تلاوت قرآن کریم:
قاری القرا قاری **بہاؤ الدین** ہالیجوی

نعت خواں:
سید خیر محمد شاہ' سید خدا بخش شاہ پڈعیدن

پروگرام:
بتاریخ: ۶ / اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک
بوقت: صبح دس بجے تارات گئے

بمقام:
دن کی نشستیں مرکزی جامع مسجد ختم نبوت'
رات کی نشست ایم اے جناح روڈ پر ہوگی

مہمانانِ گرامی:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی (سجاول)' شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی (ملتان)' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی (سکھر)' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا)' جانشین لدھیانوی حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری (کراچی)' حضرت مولانا انوار الحق حقانی' مولانا عبدالواحد (رکن مجلس شوریٰ) حضرت مولانا صبغت اللہ جوگی (بھریا روڈ)' مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یار خان)' مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد)' مولانا محمد علی صدیقی (میرپور خاص)' مولانا محمد فیاض مدنی (گمبٹ)' مولانا خان محمد جمالی (کنری)' مفتی حفیظ الرحمٰن' علامہ محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی ٹنڈو آدم' مولانا قاضی احسان احمد' رانا محمد انور وکیل ختم نبوت منظور احمد میو راجپوت کراچی۔

شمع رسالت کے پروانوں سے جوق در جوق شرکت کی استدعا ہے

الداعی الی الخیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شبان ختم نبوت' ٹنڈو آدم فون: 0235-571613

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون، 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ